ماہنامہ

المرشد

اللہ
رسول
محمد

قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب
کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

عَنْ اَبِی مُوسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَوْ اَنَّ
رَجُلاً فِی حِجْرِہٖ دَرَاھِمُ یَقْسِمُھَا وَاٰخَرُ
یَذْکُرُ اللّٰہَ لَکَانَ ذَاکِرُ اللّٰہِ اَفْضَلُ

نبی کریمؐ نے فرمایا کہ اگر ایک آدمی کے پاس بہت
سامال اور وہ اسے تقسیم کر رہا ہو دوسرا شخص اللہ کے
ذکر میں مشغول ہو تو ذکر کرنے والا افضل ہے

میری تجلیات، میرے جمال کا پرتو دیکھنا چاہو تو انہیں
دیکھو، جنہیں میرے حبیب ﷺ کی معیت حاصل ہے

صفحہ 12:

حضرت شیخ المکرم
امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

جمادی الثانی 1433ھ
مئی 2012ء

تصوف

ذکر قلبی

جو تسبیحات نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمائی ہیں یا جس طرح تلاوت کا حکم دیا ہے جس طرح مختلف طریقوں سے نوافل مختلف اوقات سے ارشاد فرمائے ہیں تو چاہئے یہ تھا کہ ذکر قلبی کے ساتھ جتنی ہمت ہو سکے اتنا مجاہدہ کرلے کیونکہ اس کا مقام اپنا ہے اور مجاہدہ کا مزا ہی جب آتا ہے، جب قلب ذاکر ہو، جب دل میں درد پیدا ہو جائے دل میں حضوری پیدا ہو جائے تو اشراق چاشت اوابین پڑھنے کا لطف ہی تب آتا ہے۔تو مناسب نہیں ہے کہ اس پہلو سے آدمی سستی کرے یا اذکار مسنونہ چھوڑ دے، تسبیحات چھوڑ دے۔ یہ الگ بات ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے سے محمد رسول ﷺ کی اطاعت سے اس کی توفیق مل جاتی ہے، آپ کی غلامی کی توفیق مل جاتی ہے اور آپ ﷺ کی برکات سینے میں آجاتی ہیں، وہ دل میں پیوست ہو جاتی ہیں۔قرآن کریم نے کم وبیش سات سو آیات میں نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے اللہ کریم نے نماز کو قائم کرنے اور اپنا ذکر کرنے کا حکم کہیں صراحتاً اور کہیں اشارے سے قرآن کریم کی آٹھ سو چار آیات میں دیا ہے۔قرآن کریم میں آٹھ سو چار آیتیں ایسی ملتی ہیں جو کبھی تو واضح حکم دیتے ہیں جیسے اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ اور کبھی ذکر کی طرف اشارہ فرمادیا ہے جیسا نبی کریم ﷺ کو قرآن کریم میں خداوند تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ آپ ان لوگوں کے پاس جا کر بیٹھیں، وہاں تشریف رکھیں، انہیں رونق بخشیں، جو اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔

فرمایا۔ اَلَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ

کسی حال میں ہو، سو رہا ہو، لیٹا ہوا ہو، بیٹھا ہو، دفتر میں ہو، دکان میں، بازار میں ہو، چل پھر رہا ہو، میدان جنگ میں ہو، یا کسی ہوٹل میں کھڑا ہو، اللہ اللہ کر رہا ہو۔اب آپ اندازہ فرمائیں کہ ان تمام حالتوں میں دو ہی کام ہیں جو رکتے نہیں ،دو کام ،انہیں روک نہیں ہو سکتا ،ایک سانس کا آنا جانا اور ایک دل کی دھڑکن ۔باقی جب آپ کسی سے بات کر رہے ہوں تو ذہن اس طرف متوجہ ہو جائے گا آنکھ ادھر متوجہ ہو جائے گی، آپ کچھ لکھ پڑھ رہے ہوں، ہاتھ، آنکھ، کان ذہن متوجہ ہو جائے گا لیکن سانس اور دل کا دھڑکنا یہ دونوں کام جاری رہتے ہیں باقی اعضاء کچھ بھی کریں، یہ اپنے کام لگے رہتے ہیں تو بزرگان دین نے اس آیت کریمہ کی تعمیل کے لئے دل اور سانس کی آمد وشد میں اللہ اللہ کو سمو دیا تا کہ ہر دھڑکن اللہ کے نام پر دھڑکے، ہر سانس اللہ کے نام کے ساتھ آئے اور یہی پاس انفاس ہے اور یہی ذکر قلبی ہے۔

بانی حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

ماہنامہ المرشد

مئی 2012ء جمادی الثانی 1433ھ

جلد نمبر 33 | شمارہ نمبر 09

مدیر محمد اجمل

سرکولیشن منیجر: محمد اسلم شاہد

قیمت فی شمارہ 35 روپے

PS/CPL#15

فہرست

اداریہ	ابوالاحمدین	3
کلام شیخ	سیماب اویسی	4
اقوالِ شیخ	انتخاب	5
بیان ماہانہ اجتماع	شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان	7
شانِ ابوبکر صدیقؓ	مولانا محمود خالد (بہاولپور)	15
مسائل السلوک	شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان	20
حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ	ڈاکٹر آصفہ اکرم (پی ایچ ڈی)	26
اکرم التفاسیر	شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان	31
من الظلمٰت الی النور	چوہدری ارشد اقبال کاہلوں	34
جلسہ بعثتِ رحمتِ عالم ﷺ	ملک عبدالقدیر اعوان	41
Attaining Positive Change Effectively	Abul Ahmadain Translation: Naseem Malik	53
Hayat-e-Javidan (Ch: 16)	Abul Ahmadain Translation: Naseem Malik	56

www.owaisiah.com/www.naqashbandiahowaisiah.com

انتخاب جدید پریس 0423-6314365 ناشر۔ عبدالقدیر اعوان

بدل اشتراک

پاکستان	350 روپے سالانہ
بھارت / سری لنکا / بنگلہ دیش	1200 روپے
مشرق وسطیٰ کے ممالک	100 ریال
برطانیہ۔ یورپ	35 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60 امریکن ڈالر
فارایسٹ اور کینیڈا	60 امریکی ڈالر

سرکولیشن ورابطہ آفس: ماہنامہ المرشد 17 اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور۔
Ph:042-35182727, Fax: 042-35180381, email: monthlyalmurshed@gmail.com

مرکزی دفتر: دارالعرفان ڈاکخانہ منارہ ضلع چکوال۔
Ph: 0543-562200, Fax: 0543-562198, email: darulirfan@gmail.com

"قرآن حکیم کو اس نیت سے پڑھو کہ میرا پروردگار مجھ سے باتیں کر رہا ہے"۔

اچھوتے انداز اور منفرد طرز تحریر کی حامل

تفسیر قرآن حکیم اسرار التنزیل سے اقتباس

فساد کی حقیقت

یعنی اصلاح نام ہے قول و فعل رسول اللہ ﷺ اور تعامل صحابہ رضوان علیہم اجمعین کا، خواہ عبادات ہوں یا معاملات ہر حال میں جو بات ان کے مخالف ہوئی وہ فساد ہو گا جیسے صبح کی دو رکعت فرض ہیں تو اگر کوئی ایک پڑھے تو باطل اگر تین پڑھے تو بھی باطل یہ تیسری رکعت بھی پہلی دو کے لئے مفسد ہو گی یعنی تمام بھلائی، تمام خوبصورتی، تمام حُسن اور ساری اصلاح کا معیار ہے محمد رسول ﷺ جو شخص کسی کام میں بھی آپ ﷺ سے اختلاف کرنے والا ہو گا وہ فساد پیدا کرنے والا ہو گا۔

آپ دیکھیں دنیا میں کس قدر مشاہیر گزرے ہیں ہر قوم میں ایسے افراد موجود ہیں جن پر قوموں کو ناز ہے مگر ایسے کتنے ہیں جن کا قول قول فیصل ثابت ہوا ہو، ایک بھی نہیں قانون اور ضابطے بناتے ہیں پھر خود ہی ان میں ترامیم کرتے ہیں، اور یہی اس بات کا اعتراف ہوتا ہے کہ اس میں خامی موجود ہے اور اصلاح کی ضرورت باقی ہے صرف ایک ہستی محمد رسول ﷺ کی ہے جس نے آج سے چودہ صدیاں پیشتر ایک طرز حیات، ایک قانون ایک معاشرت اور ایک ضابطہ عطا فرمایا، ایسا کامل، ایسا جامع ہے نہ زمانہ فرسودہ کر سکا اور نہ کوئی مدبر اس سے بہتر تدبیر کر سکا یعنی جس کام کو جس طرح سے کرنے کا آپ ﷺ نے حکم دیا وہی اس کی بہترین صورت ہے اس سے بہتر کبھی نہ ہو گا مگر اختلاف پیدا کرنے والا بگاڑ پیدا کر کے مفسد کہلائے گا خواہ اپنے زعم باطل میں وہ کتنا ہی اچھا کر رہا ہو۔

اسی بات کو آپ اس طرح دیکھیں کہ جو حضور ﷺ نے فرمایا ر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عملاً کیا گویا صحابہ کرام کا عمل کسی بھی کام کی انتہائی خوبصورت شکل ہے اور اس کا مخالف مفسد یہی اصلاح و فساد کا معیار ہے ورنہ تو منافق بھی کہتے ہیں کہ جی ہم تو اصلاح چاہتے ہیں اللہ کریم فرماتے ہیں خبردار! خوب اچھی طرح سن لو کہ یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں لیکن ان میں شعور نہیں کہ ہر کام کرنے سے دو طرح کا اثر مرتب ہوتا ہے ایک ظاہری اور فانی اور دوسرا باطنی اور ابدی۔

اداریہ

سانحۂ سیاچین

قوم ابھی تک سلالہ چیک پوسٹ پر 26 شہادتوں کے زخم چاٹ رہی تھی کہ ایک اور کاری گھاؤ لگا۔ سیاچین میں 139 قیمتی جانیں زندہ درگور ہیں یا برف کی دبیز تہوں کے نیچے ہمیشہ کی نیند سو چکی ہیں۔ ٹیلی ویژن پر اس خبر کی پٹی کو دیکھتے ہی حالات کی سنگینی کو سمجھنا مشکل نہ تھا۔ پوری قوم کرب والم میں ڈوب گئی لیکن اس خبر کے ساتھ ساتھ امن کی آشا کے ترانے افسردہ دلوں کو مزید اذیت سے دوچار کر رہے تھے۔ یہ حوصلہ افزاء پہلو بھی نظر آیا کہ فوج کے دکھ درد میں پوری قوم نے بھرپور شرکت کی اگرچہ حکومت کو موقع کی نزاکت سمجھنے کے لئے کچھ وقت لگا اور صدر پاکستان کی ہندوستان یاترا رُک نہ سکی۔

سلالہ پوسٹ پر قیمتی جانوں کا ضیاع اور سانحۂ سیاچین کے پیچھے ایک ہی دشمن کا چہرہ دکھائی دیتا ہے خواہ اس کا تعلق دنیا کے مختلف حصوں اور قومیتوں سے ہے (کفر کی سبھی طاقتیں ایک ہی ملت ہیں) مدینۃ النبی ﷺ پر چڑھائی کرنے والے مختلف قبائل کے جتھوں کو قرآن نے ''احزاب'' کہا تھا اور آج بھی عالم اسلام کے خلاف مختلف قومیتوں پر مشتمل ''احزاب'' ایک نئی جنگ چھیڑ چکے ہیں جس کا نام صدر بش کے الفاظ میں تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ جس قوت کے ڈرون حملے اپنے ہدف سے چند میٹر انحراف کی غلطی نہیں کر سکتے' سلالہ پوسٹ کے بارے میں کس طرح کسی غلط فہمی کا شکار ہو سکتی ہے! اس کو کھلی جارحیت کے سوا کوئی اور نام دینا شرمناک ڈھٹائی ہے۔ اب سانحۂ سیاچین پیش آیا ہے تو اسے برفانی تودوں کا ایک نیچرل عمل قرار دیتے ہوئے نہ صرف ان عوامل سے توجہ ہٹائی جا رہی ہے جس کے تحت پاکستانی افواج سیاچین کے انتہائی مشکل حالات میں خطرات سے دوچار ہیں بلکہ یہ بھی سننے میں آ رہا ہے کہ اس جگہ افواج کی ضرورت ہی کیا ہے؟ درپردہ منافقت کے تحت کچھ اس طرح بظاہر ہمدردی کا اظہار بھی کیا جا رہا ہے کہ ہماری افواج کو سیاچین سے نکالا جائے تاکہ قیمتی جانوں کے ضیاع کو روکا جا سکے۔ کیا ایک کرنل' ایک میجر' ایک کیپٹن ڈاکٹر' چار صوبیدار' 121 سولجرز اور 11 سویلین جو اس وقت 80 فٹ برف تلے مدفون ہیں' یہاں سیاحت کے لئے آئے ہوئے تھے یا پکنک منا رہے تھے!

سیاچین میں ہماری فوج کی موجودگی کا سبب بھارت کے جارحانہ عزائم ہیں۔ ہمارے موجودہ حکمرانوں کے جدامجد نے جس دشمن کے خلاف ایک سو سال تک جنگ کا دعویٰ کیا تھا آج اسی بدترین دشمن کو بہترین دوست قرار دیا جا رہا ہے۔ یہی دشمن اپنے مذموم مقاصد کے لئے سیاچین کے خالی علاقے (نومینز لینڈ) پر خاموشی سے قابض ہوا تو افواج پاکستان نے اپنے شمالی علاقوں کو اس کے تسلط سے بچانے اور اپنی شہ رگ' شاہراہ ریشم کی حفاظت کے لئے بھارت کی مزید پیش قدمی کو روک دیا۔

آج ہمارے ایک سپاہی کے مقابل اُس کے 9 سپاہی سیاچین میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہمارے مقابل اس کے جس قدر فوجی وسائل کھپ رہے ہیں' اس کے اعداد و شمار ہماری وزارت دفاع کے علم میں ہیں۔ سیاچین میں ہماری افواج کی موجودگی پاکستان کی بقا کی ضامن ہے۔ 1989ء میں سیاچین سے افواج کے انخلا پر مفاہمت کے باوجود بھارت نے اس پر عمل درآمد نہیں کیا تھا۔ جس کے پیش نظر پاکستان کے لئے آج بھی یکطرفہ فوجی انخلاء خودکشی کے مترادف ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سیاچین کے نامساعد حالات میں افواج پاکستان کی حفاظت فرمائے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

ابوالاحمدین

کلامِ شیخ

سیماب اویسی

امیر محمد اکرم اعوان' سیماب اویسی کے قلمی نام سے شاعری کرتے ہیں۔ آپ کے کلام کے مندرجہ ذیل مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

گردِ سفر	نشانِ منزل

کون سی ایسی بات ہوئی ہے — سوچ سمندر

متاعِ فقیر	آس جزیرہ	دیدہ تر

اس بارے میں ڈاکٹر اجمل نیازی لکھتے ہیں:

''اپنی آسودگی کے لئے وہ ذکر کرتے ہیں فکر کرتے ہیں اور شعر بھی کہتے ہیں یہ ان کے فرصت کے لمحوں کی فراست ہے۔ فراغتوں کو فروغ دینے کیلئے یہ مشغلہ انہوں نے اختیار کیا ہے شاید وہ ریلیکس ہونا چاہتے ہیں تو شعر کہتے ہیں لوگ اس کام کے لئے تفریح کے کیا کیا سامان ڈھونڈتے ہیں مگر ملک صاحب کی تفریح بھی ترفع سے خالی نہیں ان کی شاعری ان کے اعلیٰ وارفع معمولات کا ایک ہلکا پھلکا روپ ہے ان کی شاعری کے علاوہ بھی کچھ ہے اس شاعری سے کچھ لینے کے لئے حضرت اکرم صاحب کے پاس کچھ دیر بیٹھنا بہت ضروری ہے پھر پڑھنے والوں کو ایک اور ہی لطف آئے گا۔''

آزاد غزل

اک تم ہو کہ فرصت نہیں اک لمحہ کی تم کو
اپنا تو وہی شوق ملاقات ہے اب تک

اک عمر ہوئی روٹھ گیا ابر بہاراں
کیوں دل پہ وہی پہلی سی برسات ہے اب تک

ٹھکرا تو چکا بارہا وہ جذبہ دل کو
کیا جذبہ ہے یہ ویسا ہی بے باک ہے اب تک

ہاں تجھ کو بھلانے کی سعی میں نے بہت کی
حاصل تو وہی دیدۂ نمناک ہے اب تک

جس چاند نے جنگل میں ہمیں دیکھا تھا اس شب
وہ چاند بھی تو برسر افلاک ہے اب تک

آؤ تو گلستان میں وہی گوشہ بسا لیں
تنہائی کے نالوں سے جو نمناک ہے اب تک

افسانہ غم اس کو سنادوں گا میں شاید
سیماب ہے اک جس سے ملاقات ہے اب تک

اقوالِ شیخ

☆ ہماری حیات ہماری بقاء ہماری آبرو بعثت عالی سے وابستہ ہے۔

☆ بعثت عالی کا سورج جب سے طلوع ہوا ہے اس آب وتاب کے ساتھ روشن ہے اور ہمیشہ روشن رہے گا۔

☆ محمد رسول ﷺ سے اللہ کو چاہو اور اللہ سے مانگنا ہے تو عشق مصطفےٰ ﷺ مانگو

☆ اللہ کریم جہاں بھی حضور اکرم ﷺ کا نام نامی لے کر ذکر فرماتے ہیں ساتھ رسالت ونبوت کا ذکر فرماتے ہیں۔

☆ اسلام تو آپ ﷺ سے پوچھ پوچھ کر زندگی گذارنے کا نام ہے جو آپ ﷺ سے پوچھے بغیر زندگی گذارتے ہیں وہ اللہ سے دور رہتے ہیں جو اللہ سے دور ہیں وہ ایمان سے دور ہیں۔

☆ حضور ﷺ کے اتباع میں سجدہ وہ عظیم نعمت ہے جو ہمیں قیامت تک کے لئے نصیب ہے لیکن ہم سے وہ سجدہ نہیں ہوتا۔

☆ ہمیشہ صحیح طریقہ ہی سہل ہوتا ہے۔

ذکر قلبی نصیب ہو جائے تو اتباع شریعت سے ہٹنا محال ہو جاتا ہے۔ جس طرح پیاس لگتی ہے پانی کیلئے، بھوک لگتی ہے کھانے کیلئے اسی طرح وجود میں اطاعت الٰہی کی طلب پیدا ہو جاتی ہے

شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

طریقہ ذکر

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ

مکمل یکسوئی اور توجہ کے ساتھ ہر سانس کی آمد و رفت پر اس طرح گرفت ہو کہ ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھُو'' کی چوٹ قلب پر لگے۔ دوسرے لطیفے کو کرتے وقت ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھُو'' کی چوٹ دوسرے لطیفے پر لگے۔ اسی طرح تیسرے چوتھے اور پانچویں لطیفہ کو کرتے وقت ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھُو'' کی چوٹ اس لطیفہ پر لگے جو کیا جا رہا ہو۔ دیئے گئے نقشے میں انسان کے سینے، ماتھے اور سر پر لطائف کے مقامات بتائے گئے ہیں جن کا خیال کر کے ذکر کیا جاتا ہے۔

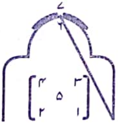

چھٹے لطیفہ کو کرنے کا طریقہ

ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھُو'' کا شعلہ پیشانی سے نکلے۔

ساتویں لطیفہ کو کرنے کا طریقہ

ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھُو'' کا شعلہ پورے بدن کے ایک ایک مسام اور خلیہ سے باہر نکلے۔

ساتویں لطیفہ کے بعد پھر پہلا لطیفہ کیا جاتا ہے جس کا طریقہ سب سے پہلے بیان ہوا ہے۔ ذکر کے دوران سانس تیزی اور قوت سے لیا جائے اور ساتھ ہی جسم کی حرکت جو سانس کے تیز عمل کے ساتھ خود بخود شروع ہو جاتی ہے۔ پورا خیال رہے کہ کوئی سانس اللہ کے ذکر سے خالی نہ ہو۔ توجہ قلب پر مرکوز اور ذکر کا تسلسل ٹوٹنے نہ پائے۔

رابطہ: ساتوں لطائف کے بعد رابطہ کیا جاتا ہے جس کا طریقہ یہ ہے۔ ساتویں لطیفہ کے بعد پہلا لطیفہ کیا جاتا ہے اور پھر رابطہ کے لئے سانس کی رفتار کو طبعی انداز پر لا کر ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' قلب کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھُو'' کی چوٹ عرش عظیم سے جا ٹکرائے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ اور ہمارا کردار

بیان ماہانہ اجتماع 4مارچ، 2012ء

شیخ المکرم حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

الحمدلله رب العلمین والصلوۃ والسلام علیٰ حبیبه

محمد واله واصحابه اجمعین

اعوذباللّٰه من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (الفتح)

اَللّٰھُمَّ سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْم ۔ مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ خَلْقِ کُلِّھِم

زندگی ایک مسلسل عمل ہے اوراپنی رفتار سے گذر رہی ہے۔کوئی نہیں جانتا کہ کس کے پاس کتنی فرصت ہے۔کتنا وقت گذر چکا ہے کتنا باقی ہے یہ صرف اللہ کریم جانتے ہیں۔انسانی مزاج ہے دنیا میں الجھ جاتا ہے۔دنیا قریب کو کہتے ہیں یعنی قریب کی چیز کو۔دنیا سے مراد ہے قریب ترشے۔یہ ہمیں نظر بھی آتی ہے محسوس بھی ہوتی ہے کہ قریب ہے۔آخرت ہمیں ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتی ظاہری محسوسات سے محسوس نہیں ہوتی۔ہم اس کو بھول جاتے ہیں اوراس دنیا میں لگ جاتے ہیں۔اس کے حصول کی کوششوں میں لگ جاتے ہیں یادرکھیں اسلام کا ایک بنیادی قاعدہ ہے کہ ہر متنفس جو پیدا ہورہا ہے اس کا رزق مقدر ہو چکا ہے مخلوق کو بنانے سے پہلے مخلوق کا رزق طے کردیا گیا۔عمریں طے کردی گئیں،صحت طے کردی گئی تھی،علم وعمل طے کردیا گیا تھا۔کوئی بندہ دنیا میں ایسا نہیں جو اپنے حصے کا ایک دانہ چھوڑ کر مرگیا ہو یا کوئی بندہ ایسا نہیں جو اپنے حصے سے ایک دانہ زیادہ کھا کر مرگیا ہو۔وہی ملتا ہے جو آپ کے نصیب میں ہے میرے نصیب میں ہے۔یہاں سوال اٹھتا ہے کہ اگر رزق نوشتہ تقدیر ہے تو پھر کام کیوں کریں؟ کام کرنا اسی طرح عبادت ہے جس طرح سجدہ کرنا عبادت ہے، رکوع کرنا عبادت ہے،حج کرنا عبادت ہے،روزہ رکھنا عبادت ہے اسی طرح جائز وحلال مزدوری کرنا عبادت ہے روزی دینا اس کا کام ہے۔کتنے لوگ ہیں جن کی کئی نسلیں مزدوری نہیں کرتیں اوروہ ارب پتی ہیں اور کتنے لوگ ہیں جن کی نسلیں مزدوری کرتی مرجاتی ہیں اورانہیں دووقت کا کھانا نہیں ملتا۔اگر مزدوری پر ہوتا توانہیں زیادہ ملتا۔اس سارے جھنجھٹ میں ہم اس طرح الجھے ہوئے ہیں کہ ہم باتیں تو کرتے ہیں،تقریریں بھی ہوتی ہیں،ہم سنتے بھی ہیں لیکن ہوتا کچھ بھی نہیں،بات وہیں رہتی ہے۔ان باتوں کو مسجد میں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں جلسے میں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں

کہ بہت اچھی تقریر تھی اور اگر کسی سے یہ پوچھا جائے کہ تقریر میں کیا کہا گیا ہے تو اسے کوئی نہیں پتہ ہوتا بس فدا ہوتا ہے کہ تقریر بہت اچھی تھی۔ کیا خاک اچھی تھی۔ اگر تمہیں یہ ہی نہیں پتہ کہ اس میں کہا کیا گیا تھا۔

میں آج تقریر نہیں کرنا چاہتا میں آپ سے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ تقریروں کا تو ایک رواج ہے تقریر ہوگئی، واہ واہ ہوگئی، لوگ چلے گئے۔ میں آپ سے باتیں کرنا چاہتا ہوں کوشش کریں کہ میری بات کو سمجھ جائیں۔ میں نہایت آسان انداز میں عرض کرنا چاہوں گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ۔ جس طرح حتمی اور طے شدہ بات ہوتی ہے کہ اس پہ کوئی بات نہیں ہوسکتی اس پہ کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا اس پہ کوئی سوال نہیں اٹھایا جاسکتا اسی طرح حتمی، یقینی اور طے شدہ بات ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں یہ بات ختم ہوگئی، یقینی طور پہ یہ بات طے ہوگئی اور یہ بات ایمان، عقیدے اور اسلام کی بنیاد ہے۔ اگر کسی کو اس میں شبہ ہوجائے تو وہ اسلام سے رد ہوسکتا ہے یہ بات تبدیل نہیں ہوسکتی۔ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول، خالق اور مخلوق کے درمیان واحد واسطہ ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کو چھوڑ کر بارگاہ الٰہی میں اب کوئی دروازہ نہیں کھلتا۔ انبیاء و رسل آئے، وہ سارے بارگاہ الٰہی کے دروازے تھے۔ آئے، دنیا میں اپنی ذمہ داریاں ادا کر کے اللہ کے پاس تشریف لے گئے دروازے بند ہوتے گئے۔ اب کوئی کھڑکی، کوئی دروازہ بارگاہ الوہیت میں نہیں کھلتا سوائے محمد رسول ﷺ کے۔ ایک ہی درواز ہے اللہ کی بارگاہ کا اور وہ ہے حضرت محمد ﷺ۔ یہ بات تو طے ہوگئی۔ آگے ارشاد ہے وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ یہ جملہ بڑا قابل غور ہے۔ اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے رسول ﷺ جن کے ساتھ ہیں بلکہ فرمایا جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ہیں یعنی ساتھ ہونا لوگوں کی طرف سے ہے، ہماری طرف سے ہے۔ ہم نے ساتھ ہونا ہے۔ کاش یہ جملہ اس طرح ہوتا کہ آپ ﷺ جن کے ساتھ ہیں تو ہر کوئی باغ باغ ہوتا۔ وہ تو لجپال بھی ہیں، کریم بھی ہیں، رؤف و رحیم بھی ہیں، ہر ایک پر کرم فرماتے ہیں لیکن یہاں بات اس طرح ہوگئی کہ جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ہیں یا جو اپنے آپ کو حضور ﷺ کے ساتھ رکھتے ہیں۔ ساتھ ہونے کا مطلب ہے کہ عقیدہ وہی ہو جو محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اگر عقیدے میں فرق آ گیا، تو ساتھ میں فرق آ گیا ساتھ تو نہ رہا۔ عمل وہی ہو جو محمد رسول اللہ ﷺ نے کرنے کا حکم دیا اگر عمل میں فرق آ گیا تو ساتھ میں فرق آ گیا۔ عمل اسی طرح سے کرے جس طرح حضور ﷺ نے بتلایا ہے۔ اگر طریقہ بدل گیا سنت چھوٹ گئی اور رواج، رسم، بدعت آ گئی تو ساتھ چھوٹ گیا اور چھوٹا تمہارا ساتھ تو جی چھوٹ جائے گا۔ بندہ ختم ہوگیا اور یہی تو امتحان، یہی تو آزمائش ہوگئی کہ بندے کو حضور ﷺ کا ساتھ رکھنا ہے۔ اگر یہ آیت کریمہ اس طرح ہوتی کہ آپ ﷺ جن کے ساتھ ہیں پھر تو کام ہوگیا تھا موج ہوگئی تھی۔ ہم جیسے بھی ہوتے حضور ﷺ تو رؤف و رحیم تھے، کرم فرماتے لیکن بات بدل گئی فرمایا یہ ساتھ رہنا تمہارے ذمے ہے۔ تمہارا حلیہ، تمہارا لباس تمہاری کمائی، تمہارا خرچ تمہاری دوستی، تمہاری دشمنی تمہارا سونا، تمہارا جاگنا، تمہاری عبادات، تمہارے معاملات، تمہاری سیاست، تمہاری زندگی کا ہر شعبہ۔ تم کتنے محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہو؟ اب یہ تو ہر بندہ

اپنے بارے یا تو خود جانتا ہے یا اس کا پروردگار جانتا ہے۔ کتنے لوگ دیکھنے میں نیک نظر آتے ہیں عمل میں اس کے الٹ ہوتے ہیں۔ کتنے لوگ ہمیں عام سے لگتے ہیں لیکن وہ اللہ کے مقرب ہوتے ہیں۔ ہم تو نہیں جانتے۔ یا ایک حدتک بندہ یا تو خود اپنے حال سے واقف ہوتا ہے یا رب العلمین جانتا ہے۔ لیکن اللہ بڑا کریم ہے۔ اس نے تین چار آئینے لگا دیئے ہیں کہ ہم ان میں اپنے آپ کو دیکھ سکیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ ہیں کہ نہیں فرمایا وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ پہلا آئینہ اپنے سامنے رکھ لو اس میں اپنے آپ کو دیکھ لو کہ وہ کافروں کے لئے بڑے سخت ہوتے ہیں۔ اشد کا معنی ہے شدید سخت ہونا۔ یہاں اشد سے مراد ہے سخت ترین۔ کافروں کے ساتھ سخت ہونے سے کیا مراد ہے؟ کیا وہ کافروں کو مارتے پیٹتے رہتے ہیں، قتل کرتے رہتے ہیں، بم دھماکے کرتے رہتے ہیں؟ نہیں۔ جہاد ایک الگ موضوع ہے۔ اور کب فرض ہوتا ہے اور کیسے فرض ہوتا ہے اور کیسے کرنا ہے یہ الگ موضوع ہے یہاں بات ہو رہی ہے ذاتی کردار کی کہ ان کا کردار کفر سے انتہائی نفرت کرتا ہے، کفر کو بالکل برداشت نہیں کرتا، سننا نہیں چاہتا۔ گناہ جو ہے اللہ کی نافرمانی، یا رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی یہ مفضی الی الکفر ہے کفر، کی طرف جانے والا راستہ ہے مفضی الی الکفر کا مطلب ہوتا ہے کفر کی طرف کھینچنے والی چیز۔ تو وہ ان وسائل، ان ذرائع، ان اسباب کے لئے بھی بڑا سخت ہے جو کفر کی طرف لے جانے والے ہیں۔ یعنی جو حضور ﷺ کے ساتھ ہے اس کی پہلی صفت یہ ہے کہ اسے کفر سے برائی سے، نافرمانی سے، اللہ کے نبی ﷺ کی نافرمانی سے سخت نفرت ہے۔ اتنی چڑ ہے کہ اس طرف نہیں جاتا۔ یہ ہے ایک قد آدم آئینہ کہ اس میں اپنے آپ کو دیکھ لو۔ اگر تمہیں گناہ سے محبت ہے تو معیت رسالت چھوٹ رہی ہے اور اگر گناہ سے نفرت ہے تو نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہو۔ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ۔ دیکھو انسان میں دو خوبیاں ہیں جس کے گرد اس کی ساری زندگی گھومتی ہے۔ ہر فرد میں دو قوتیں ہیں ایک ہے قوت غضبیہ۔ اسکا اللہ کریم نے پہلے ذکر فرمایا اور دوسری ہے قوت شہوانیہ۔ قوت غضبیہ ہوتی ہے غصہ، انتقام، کسی سے چڑ کر، ناراضگی سے کوئی کام کرنا۔ بندہ اکثر کام دوسرے کی ضد میں آکر کر جاتا ہے۔ جب غصہ آجائے تو اپنے پرائے کی تمیز نہیں رہتی، چھوٹے بڑے کی تمیز نہیں رہتی۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ بہت غصہ آجائے تو حالت بدل لو، بیٹھے ہو تو کھڑے ہو جاؤ، کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ، وضو کرنا شروع کر دو وضو کر لو وہ سارا رفع ہو جائے گا درود شریف پڑھنا شروع کر دو۔ میں نے عرب میں دیکھا کہ دو چار بندے کھڑے ہیں آپ کی کسی سے تو تو میں میں ہو گئی ہے جھگڑا بڑھنے لگ گیا تو آپ کہہ دیں صَلُّو علی النبی، صَلُّو علی النبی سارے درود شریف پڑھنا شروع ہو جائیں گے، جھگڑا چھوڑ جائیں گے۔ تو قوت غضبیہ عقل کو ماؤف کر دیتی ہے۔ لوگ ماؤں کو تھپڑ مار دیتے ہیں، لوگ باپ کو قتل کر دیتے ہیں، غصے میں آکر بھائی بھائیوں کے گلے کاٹ دیتے ہیں، بڑے بڑے ظلم کر جاتے ہیں۔ فرمایا جو لوگ میرے نبی ﷺ کے ساتھ ہیں یہ قوت غضبیہ ان کے تابع ہو جائے گی دوسرے لوگ قوت غضبیہ کے تابع ہوں گے لیکن نبی ﷺ کے ساتھ کی برکت یہ ہے کہ یہ قوت ان کے تابع ہو جائے گی۔ وہ جہاں چاہیں گے۔ اس کا اظہار کریں گے۔ وہ اس

قوت کا اظہار کفر، برائی اور نافرمانی کے خلاف کریں گے۔ دوسری قوت شہوانیہ یعنی لالچ، حرص، خوشامد ہے کہ مجھے یہاں سے یہ مل جائے گا اس لالچ میں آ کر کچھ کر گذرنا دو ہی تو چیزیں ہیں۔ فرمایا یہ بھی ان کے تابع ہو جاتی ہے وہ اس کے تابع نہیں رہتے اس کو بھی اس کے محل پہ رکھتے ہیں۔ رُحَمَآءُ بَیْنَهُم مومن ایک دوسرے سے ایمان کی وجہ سے محبت کرتے ہیں کسی دنیوی لالچ سے نہیں کرتے۔ رُحَمَآءُ بَیْنَهُم یعنی ان کا جو تعلق اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ کے ساتھ ہے اس تعلق کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں کسی لالچ سے نہیں کہ یہ فوجی افسر ہے اس سے مجھے یہ فائدہ مل جائیگا، یہ سیٹھ ہے یہ مجھے پیسے دے دے گا، یہ اخباری نمائندہ ہے یہ میری تصویر چھاپ دے گا یہ لالچ انہیں نہیں ہوتا انہیں صرف یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ بھی میرے محبوب کا چاہنے والا ہے۔

تو یہ دو آئینے ہوگئے کہ قوت غضبیہ ان کے تابع ہو جاتی ہے قوت شہوانیہ ان کے تابع ہو جاتی ہے انہیں اختیار حاصل ہو جاتا ہے کہ کہاں غصہ دکھانا ہے کہاں محبت کا اظہار کرنا ہے لیکن یہ بات نہ بھولئے گا یہ بات یاد رکھیے گا۔

فرمانِ باری ہے کہ جو میرے حبیب ﷺ کے ساتھ رہے گا، یہ نہیں فرمایا کہ میرے حبیب ﷺ جن کے ساتھ ہیں بلکہ فرمایا جو میرے حبیب ﷺ کے ساتھ ہیں یعنی دامن تھامنا ہماری ذمہ داری ہے اگر ہم نے اس کا حق ادا کر دیا اگر دامان رسالت کو ہاتھ سے جانے نہ دیا تو پہلی نشانی یہ ہے کہ قوت غضبیہ پر ہمیں کنٹرول حاصل ہو جائے گا جہاں برائی ہوگی وہاں ہمارا غصہ بھڑکے گا اور جہاں نیکی ہوگی وہاں ہم محبت کا اظہار کریں گے۔ قوت غضبیہ بھی، قوت شہوانیہ بھی تابع ہو جائیں گی۔ پتہ ہوگا کس کا محل کہاں ہے۔ کہاں محبت، شفقت کا اظہار کرنا ہے اور کہاں ناراضگی و غصے کا اظہار کرنا ہے یہ دو آئینے ہو گئے جس میں اپنی تصویر ہر بندہ خود دیکھ سکتا ہے

تیسرا آئینہ ہے تَرٰهُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا اے مخاطب تو انہیں جب دیکھے گا وہ رکوع و سجود میں ہوں گے۔ قرآن کے مثالی مسلمان صحابہ کرام ہیں، براہ راست فیوضات و برکات سمیٹنے والے۔ مولانا تھانوی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے خواب کی تعبیر پوچھی کہ مجھے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی ہے۔ انہوں نے فرمایا یہ خواب جسے بھی آئے اس کے لئے بشارت ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا اور اس کی نجات ہو جائے گی۔ خواب میں زیارت ہو تو بشارت یہ ہے کہ یہ اخروی نجات کی دلیل ہے تو جن کی عمریں خدمت اقدس میں بسر ہو گئیں ان کا مقام و مرتبہ کیا ہوگا۔ خواب میں زیارت ہو تو جنت نصیب ہو جائے تو جن کی عمریں بارگاہ عالی میں بسر ہو گئیں ان کا ہر حال رکوع و سجود ہے لیکن وہ سارا دن، رکوع و سجود نہیں کرتے تھے انہوں نے زندگی کے سارے کام کیے، جہاد بھی کیے، غزوات میں بھی شریک ہوئے اور کاروبار بھی کیا، تجارت بھی کی، سفر بھی کئے شادیاں بھی کیں، اولادیں بھی ہوئیں۔ دنیا کا ہر کام انہوں نے کیا، حکومت بھی کی، سیاست بھی کی لیکن یہ دیکھ لو ان کی تجارت، ان کی سیاست، ان کا جہاد، ان کی جنگ، ان کی محبت، ان کی دوستی، ان کی دشمنی سب اللہ کے لئے تھی اور جس طرح رکوع اور سجود خالص اللہ کے لئے ہوتے ہیں ان کی زندگی کا ہر کام خالص اللہ کے لئے تھا اس لئے سارے معمولات رکوع سجود کہلائے۔ تَرٰهُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا تو انہیں جب بھی دیکھے گا رکوع اور سجود یعنی اللہ کی انتہائی اطاعت

میں دیکھے گا۔رکوع وسجود دو حالتیں ہیں جو انتہائی اطاعت کی ہیں انتہائی عاجزی کے اظہار کی ہیں، عظمت الٰہی کے اظہار کی ہیں۔ تو فرمایا جو کام بھی وہ کرتے ہیں وہ جائز وحلال طریقے سے کرتے ہیں، سنت کے مطابق کرتے ہیں اور اللہ کی رضا کے لئے کرتے ہیں، انہیں پتہ ہے کام نہ بھی کریں تو روزی مل جائے گی لیکن ملے گی وہی جو مقدر ہے۔ جو میرے نصیب میں ہے وہی مجھے کھانا ہے زیادہ آئے گا وہ کسی اور کا حصہ ہوگا اس کے لئے چھوڑ کر مرجانا ہے۔ تین باتیں ہوگئیں۔ چوتھی بات یَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا رکوع وسجود، محنت مزدوری، جہاد وعمل، حج وزکوٰۃ، نماز وروزہ سب کرتے ہیں اللہ کے فضل کی تلاش میں کرتے ہیں۔ اب اللہ کا فضل دوطرح سے ہے۔ روحانی رزق بھی اللہ کا فضل ہے اور مادی رزق بھی اللہ کا فضل ہے تو وہ سب حلال ذرائع سے تلاش کرتے ہیں یَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰہ اور اس طرح کرتے ہیں جس طرح قرب الٰہی تلاش کیا جاتا ہے۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا بندہ ہے جو یہ سوچے کہ گناہ کر کے مجھے قرب الٰہی ملے گا؟ کوئی نہیں۔ جاہل سے جاہل بندہ بھی جانتا ہے کہ برائی کرنے سے قرب نہیں ملتا۔ اور اللہ کا فضل نہیں ملتا اسی طرح دنیا کی روزی بھی انہیں یقین ہے کہ گناہ کر کے نہیں ملتی، چوری سے نہیں، رشوت سے نہیں، ڈاکے سے نہیں حرام سے نہیں اللہ کی اطاعت میں رہ کر یَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰہ، اللہ کا رزق تلاش کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی رشوت لینا شروع کر دیتا ہے اگر کوئی دھوکے سے لوگوں کے پیسے کھانا شروع کر دیتا ہے، اگر کوئی اقتدار واختیار میں ہے، فنڈز کھانا شروع کر دیتا ہے جیسے آئے روز ہمارے ٹی وی پہ شور ہوتا ہے کہ اتنے لوگ کروڑوں کھا گئے، اتنے اربوں

کھا گئے، اس کا مطلب ہے وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہیں ہیں۔ گناہ ثواب جو ہوگا وہ الگ ہوگا۔ اس کا حساب کتاب ہوگا۔ وہ الگ جو ہوگا۔ اللہ چاہے تو سارے گناہ معاف کر دے چاہے تو نہ کرے وہ اس کی اپنی عدالت پر ہے لیکن ایک بات سمجھ میں آ گئی کہ جو دنیا کے لالچ میں برائی کرتا ہے وہ محمد رسول اللہ ﷺ کیساتھ نہیں ہے۔ علمائے تفسیر اللہ کے فضل میں دونوں چیزوں کو شمار کرتے ہیں روحانی رزق کو بھی اور مادی رزق کو بھی۔ جس طرح روحانی درجات اللہ کی عطا ہیں مادی رزق بھی اس کی مہربانی ہے اسی کا کرم ہے۔ تو گویا وہ روزی کے لالچ میں آ کر حبیب کریم ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑتے کہ لالچ میں آ کر حرام کی طرف دوڑ جائیں یا جھوٹ کی طرف دوڑ جائیں یا ظلم کی طرف دوڑ جائیں نہیں! رکوع وسجود پہ رہتے ہیں۔ رکوع وسجود خلوص دل سے اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرنا ہے۔ یہ ساری باتیں تو ہوگئیں کہ انہوںؓ نے آپ کے حبیب ﷺ کا دامن تھاما اس پر انہیں قوت غضبیہ اور قوت شہوانیہ پر کنٹرول حاصل ہوگیا غلبہ، حاصل ہوگیا۔ جہاں چاہیے تھا وہاں غصہ دکھایا، جہاں چاہیے تھی وہاں محبت دکھائی۔ شب وروز محنت کی، روحانی درجات بھی اللہ سے مانگے اور مادی رزق بھی اللہ سے مانگا۔ اس طلب کا، اس مخلصانہ اطاعت کا نتیجہ کیا نکلا؟ فرمایا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ۔ اے بندے اگر تو میری تجلیات کہیں دیکھنا چاہتا ہے تو میرے ان بندوں کے چہروں پر رقصاں ہوں گی۔ دنیا میں مادی آنکھ سے جمال باری دیکھنا ممکن نہیں ہے۔ دیدار باری ممکن نہیں ہے۔ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اُولُوالْعَزْمَ رسول تھے انہوں نے عرض کی رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ

اِلَیْکَ اللہ کریم آپ مجھ سے باتیں کرتے ہیں، مجھ سے مخاطب ہوتے ہیں، میری بات سنتے ہیں تو میرا جی چاہتا ہے کہ میں آپ کو دیکھوں۔ جولذت باتیں سننے میں ہے اس سے رواں رواں نہال ہوجاتا ہے تو دیکھنے میں کیا لذت ہوگی مجھے اپنے دیدار سے سرفراز فرمایئے رَبِّ اَرِنِی اَنْظُرْ اِلَیْکَ فرمایا لَنْ تَـرَانِی موسیٰ اس دنیا میں ان آنکھوں سے آپ دیکھ نہیں سکتے۔ وہاں تو فرمایا لَـنْ تَـرَانِـی آپ نہیں دیکھ سکتے یہاں فرمایا میری ذات تو وراالورا ہے کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا اولو العزم رسول دنیا میں دنیا کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا تم کس کھیت کی مولی ہو۔ لیکن میری تجلیات، میرے جمال کا پرتو دیکھنا چاہو تو انہیں دیکھو جنہیں میرے حبیب ﷺ کی معیت حاصل ہے ان کے چہروں پر دیکھو سِیْـمَـاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ میری تجلیات ان کے چہروں پر رقصاں ہوتی ہیں۔

یہ آئینے مالک الملک نے لگادیئے ہیں۔ پہلا آئینہ ہے قوت غضبیہ کو دیکھو۔ دوسرا آئینہ ہے قوت شہوانیہ کو دیکھو۔ تیسرا آئینہ ہے کردار کو دیکھو۔ چوتھا آئینہ ہے کہ خود کو خود ہی دیکھ لو کہ چہرے پر کیا ہے دوسرے بھی دیکھ لیں ان کی پیشانیوں سے نور چمکے گا۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا جنازہ میں نے پڑھایا لوگوں کی زیارت کے لئے کفن ہٹادیا گیا جس طرح گیس لیمپ جلایا جاتا ہے اس کے برنر (Burner) سے خوبصورت تیز اور روشن شعائیں نکلتی ہیں آپ کے چہرہ مبارک سے اس طرح شعاعیں نکل رہی تھیں

سِیْـمَـاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ میں یہ قصہ کیوں لے بیٹھا ہوں یہ آیت کریمہ تو میں نے اللہ کی توفیق سے بڑی دفعہ بیان کی ہے۔ آپ قرآن کریم میں بھی تلاوت کرتے ہیں، معنی بھی پڑھتے ہیں۔ معروف آیت کریمہ ہے، ہر بندہ جانتا ہے، فضائل رسالت میں بھی بیان ہوتی ہے، فضائل صحابہؓ میں بھی بیان ہوتی ہے تو میں اس کا ذکر کیوں لے بیٹھا ہوں؟ دنیا جائے سفر ہے، جائے قیام نہیں ہے۔ بندے آرہے ہیں، بندے جارہے ہیں۔ میں نے ایک شخص کو جاتے دیکھا جو اس سارے کا سبب بنا۔ جن لوگوں کے ساتھ دنیا میں تعلق ہوتا ہے اور تعلق سے میری مراد ہے معیت رسالت کا تعلق، دنیاوی تعلق کی کوئی حیثیت نہیں دنیاوی رشتے صرف نسل انسانی کو چلانے کا سبب ہیں اس سے زیادہ ان کی کوئی اہمیت نہیں۔ اس اعتبار سے ان کا لحاظ بھی ہے، احترام بھی ہے۔ والدین کا اپنا مقام ہے، اولاد کے اپنے حقوق ہیں، بیوی کے اپنے حقوق ہیں، بہن بھائیوں کے اپنے حقوق ومدارج ہیں کہ یہ بقائے نسل انسانی کا سبب ہیں۔ لیکن اصل ساتھ وہ ہے جو معیت رسالت میں ساتھ دے تو مجھے کوئی بتادے یا کہیں سے مجھے پتہ چلے کوئی ایسا بندہ گذر گیا تو میں کوشش کرتا ہوں کہ اس کے لئے دعا کرلی جائے ایسا کرنا بھی چاہیے یہ حق بنتا ہے۔ بے چارہ شریف آدمی تھا زندگی بھر نہ چوری کا الزام لگا نہ اچکے پن کا، نہ کوئی برائی کا، نہ غلط کاری کا، نہ اس پر رشوت کا کوئی الزام، سیدھا سادہ بندہ تھا نماز روزہ کرنے والا۔ بڑا عرصہ ہمارے ساتھ اللہ اللہ کرتا رہا پھر الگ بھی ہوگیا کوئی بات نہیں، ایک تعلق تو تھا لیکن عجیب بات ہے برزخ میں مجھے ایسا لگا کہ وہ جالی میں ہے جیسی آج کل ایک جالی سی آئی ہوئی ہے جس میں قیمتی فروٹ بیچتے ہیں باریک تاروں کی جالی۔ کبھی آم تو کبھی مالٹے اس میں ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا برزخ میں اس کی طرح باریک باریک تاروں کی پوری جالی بنی ہوئی

ہے اس میں اس کا وجود ہے اور تڑپ رہا ہے اور جالی تاروں کی نہیں آگ کی تاروں کی ہے۔ بڑا خوف آیا کمال ہے یہ کیا ہو گیا اب ہماری دوڑ یہ ہوتی ہے حضرتؒ سے دعا کروالیں کہ حضرتؒ میری سمجھ میں تو نہیں آیا یہ کیا بلا ہے اور کیسے ہے۔ میں نے کوشش بھی کی کچھ پڑھ کر بخشیں، انوارات القا کریں یہ عذاب ہٹ جائے لیکن کوئی اثر نہیں ہوا حضرتؒ سے عرض کی انہوں نے فرمایا یہ شرک کی تاریں ہیں، یہ عقیدے کی خرابی ہے یہ دعاؤں سے دور نہیں ہو گی۔ عمل میں خرابی ہو تو دعا سے دور ہو سکتی ہے۔عقیدے میں خرابی ہو تو دعاؤں سے دور نہیں ہو سکتی۔حیرت ہوئی کہ کونسا عقیدہ خراب ہو گیا؟ فرمایا! دنیا کے لئے اللہ کو چھوڑ کر لوگوں سے امیدیں وابستہ کرنا فلاں کو خوش رکھیں تو بیٹا بھرتی ہو جائے گا، یہ بندہ ذکر سیکھنے آیا ہے اسے میں اپنے تک رکھوں تو میری اہمیت رہے گی مرکز کو بتا دیا تو مجھ سے تو گیا پھر یہ بھی میرے برابر ہو جائے گا مرکز سے الگ رکھوں گا تو پھر یہ میرا مرید بنا رہے گا میری اہمیت بنی رہے گی تو لوگوں کو الگ کرتے کرتے خود بھی ایک حد تک مرکز سے الگ ہو گیا۔یعنی جہاں بھی آپ اللہ کے سوا کسی اور سے فائدہ اٹھانے کی امید کرتے ہیں تو ایک چھوٹا سا شرک بن جاتا ہے ایک لائن شرک کی بن جاتی ہے اب دیکھو! اس بندے نے چوری نہیں کی، ڈاکہ نہیں کیا قتل نہیں کیا، کوئی گناہ کبیرہ نہیں کیا۔لوگوں سے امیدیں وابستہ کرنے سے اپنے لئے ایسا جال بن لیا کہ رب جانے اور وہ جانے کہ کوئی وہاں سفارش بھی نہیں کر سکتا۔میں کبھی مشاہدات یا مکاشفات بیان نہیں کرتا اس لئے کہ ان کے بیان سے لوگوں کا فائدہ نہیں نقصان ہوتا ہے۔پھر غیر نبی کا کشف دوسرے کے لئے حجت نہیں ہوتا صرف نبیؑ ایک واحد ہستی ہوتا ہے جس کا خواب بھی امت کے لئے حجت ہوتا ہے اور کشف امت کے لئے حجت ہوتا ہے، ساری امت مکلف ہوتی ہے اس کو ماننے کے لئے۔ولی کو کشف ہو تو اس کی ذات کے لئے ہوتا ہے اور شرط یہ ہوتی ہے کہ شریعت کے مطابق ہو شریعت کے باہر ہو تو اس کے لئے بھی نہیں۔ شریعت کے مطابق ہو تو خود اس کو اس پر عمل کرنا چاہیے ورنہ دنیاوی نقصان ہو گا۔خود عمل نہیں کرے گا تو آخرت کا نقصان نہیں ہو گا دنیا کا نقصان ہو گا۔کوئی دوسرا ولی کے کشف کا مکلف نہیں ہوتا اس لئے کشف بیان نہیں کیا جاتا۔میں نے یہ کشف بیان کرنے کے لئے نہیں عبرت کے لئے سنایا ہے۔اللہ پاک مجھے خود نمائی کے گناہ سے بچائے اور اسے آپ لوگوں کو سمجھانے کا سبب بنائے میں نے تو سمجھانے کے لئے یہ بات کردی ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور سے امیدیں وابستہ کرنا شرک بن جاتا ہے اور پھر جب اس میں خوشامد بھی شامل ہو جائے تو غیرت الٰہی برداشت نہیں کرتی۔کسی کی عزت کرنا کسی کا احترام کرنا، کسی سے ملاقات رکھنا اور بات ہے، کسی سے امید وابستہ کرنا بالکل الگ بات ہے کہ یہ بڑا افسر ہے میرے کام آئے گا اس کی خوشامد کروں، یہ بڑا تاجر ہے اس کے پاس بڑا پیسہ ہے یہ میری مدد کرے گا۔یار یہ چھوڑ دو۔اللہ بڑا ہے اور اللہ کا رسول ﷺ کافی ہے۔امیدیں وہیں وابستہ رکھو۔لوگوں سے حسن خلق سے پیش آؤ اس لئے نہیں کہ یہ میرے کام آئے گا اس لئے کہ میرا حبیب ﷺ مجھ سے راضی ہو گا، اللہ اور اللہ کا رسول مجھ سے راضی ہو گا۔بڑا نازک معاملہ ہے اور معیت رسول ﷺ کو ہم نالائقوں، پر، کمزوروں پر چھوڑ دیا گیا ہے ہم نے ساتھ رہنا ہے۔ہم سے ساتھ

چھوٹا تو بات ختم ہوگئی۔کاش یہ آیت کریمہ یہ ہوتی کہ آپ ﷺ جن کے ساتھ ہیں آپ ﷺ نے نبھانا ہوتا تو نبھ گئی ہوتی۔نبھانا ہم نے ہے اور ہم جب اللہ کی بارگاہ اور اس کے حبیب ﷺ کا راستہ چھوڑ کر اپنی امیدیں دوسروں سے وابستہ کرتے ہیں تو جو روحانی نقصان ہوتا ہے، یہ جو عقیدے کا نقصان ہوتا ہے وہ ناقابل برداشت ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے شرک ہیں ہر امید شرک کی ایک تار بن جاتی ہے۔ شرک کی ہر تار جہنم کی آگ ہے اور ہم ساری زندگی اپنے لئے جال بنتے رہتے ہیں۔اللہ کریم ہمیں سمجھ بھی عطا کرے توفیق عمل بھی، ہم کمزور نہیں ہیں توفیق وفا دے اور سب اللہ اللہ اس لئے ہے کہ ہم اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے وفا کریں یہ سب سے بڑا مراقبہ، سب سے بڑا مقام، سب سے بڑی بات ہے۔دعا کی جاسکتی ہے میرے بھائی ورنہ ہر بندہ اپنے حال سے واقف ہے۔اپنی امیدوں کو مختصر کرو اور انہیں اللہ کی بارگاہ تک محدود رکھو۔لوگوں سے حسن خلق رکھو، اچھے تعلقات رکھو، مہربانی سے پیش آؤ لیکن امید اللہ سے رکھو، اللہ کے سوا کسی سے نہیں یہ بڑا خطرناک کام ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمدالله رب العلمین اللہ کریم ہمیں بخش دے ہمارے والدین، ہمارے اساتذہ کو بخش دے ہماری اولادوں ہمارے بہن بھائیوں کو بخش دے ہمارے ملنے والوں پر رحم فرما۔یا اللہ بیماروں کو شفا عطا فرما محتاجوں کی دست گیری فرما، اپنی یاد پہ اپنے ذکر پہ اپنے حبیب ﷺ کے اتباع پہ قائم رکھ، توفیق عطا فرما۔ایمان پہ زندہ رکھ، ایمان پہ خاتمہ نصیب فرما اور ایمانداروں کیساتھ حشر نصیب فرما۔ (آمین)

رزق حلال عین عبادت ہے

العروج

انٹرنیشنل ٹریولز P.S.A

☆ زیارت حرمین شریف کیلئے ویزہ عمرہ حاصل کریں۔

☆ اکانومی اینڈ سٹار ہوٹلز پیکج دستیاب ہے۔

☆ احباب سلسلہ کو گروپ بنا کر بھی بھجوایا جاسکتا ہے۔

☆ حج کا ارادہ رکھنے والے حضرات ابھی سے پاسپورٹ جمع کرواسکتے ہیں

﴿ارشاد نبوی ﷺ﴾

حج و عمرہ کرنے والا کبھی غریب نہ رہے گا۔

العروج

انٹرنیشنل ٹریولز P.S.A عبداللہ چوک ٹوبہ ٹیک سنگھ

Ph: 0462-51159,512559 Fax: 0462-510559

Mob: 0334-6289958

E-mail:alarooj@hotmail.com

پروپرائیٹر

حافظ حفیظ الرحمن

قارئین اپنی صوابدید سے معاملہ کریں۔ادارہ کسی قسم کی ضمانت سے مستثنٰی ہے۔

شانِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تحریر: مولانا محمود خالد بہاولپور

عاشقوں کے سردار، نبوت کے رازدار، خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا یوم وصال جمادی الثانی میں ہے۔ اس حوالے سے آپ کی رفعت شان کے اوپر یہ مضمون پیش کیا جارہا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِہِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَہْزِءُوْنَ (البقرہ:14)

ترجمہ: اور یہ لوگ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنے شیطانوں میں جاتے ہیں تو (ان سے) کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور (پیروان محمد ﷺ سے) تو ہم ہنسی کیا کرتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں اَلَّذِیْنَ آمَنُو سے مراد ہیں ابوبکرؓ اور سائر اصحاب محمد ﷺ .... (تنویر المقیاس:9:2 اور 4:2)

ایک اور جگہ اَلَّذِیْنَ آمَنُوْ سے مراد ہیں ابوبکرؓ اور صحابہ .... (تفسیر ابن عباس صفحہ 4:3)

ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں۔ منافقین جب حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی صدق دل سے اسی طرح ایمان لائے ہیں جس طرح کہ تم لوگ ایمان لائے ہو اور تم لوگوں نے تصدیق کی ہے۔ اور جب اپنے بڑوں اور سرداروں کے پاس جاتے ہیں تو ان سے آکر کہتے ہیں کہ اصل میں ہم تم لوگوں ہی کے دین پر ہیں ہم تو کلمہ لاالہ الا اللہ زبان سے کہہ کر (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ اور آپ کی جماعت سے ٹھٹا کرتے ہیں........ .... (تفسیر ابن عباس اردو: جلد اول، ص 38)

امام علامہ جلال الدین سیوطیؒ اسی آیت کا شان نزول تحریر فرماتے ہیں۔ واحدیؒ اور ثعلبیؒ نے بواسطہ محمد بن مروانؒ، سری صغیر، کلبی ابوصالح، ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آیت کریمہ عبداللہ بن اُبی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کے نزول کا سبب یہ ہے کہ ایک دن منافقین کی جماعت نکلی۔ راستہ میں ان لوگوں کو رسول اکرم ﷺ کے کچھ صحابہ کرامؓ نظر آئے۔ عبداللہ بن ابی نے اپنے دوستوں سے کہا دیکھو کس طرح میں تم سے (العیاذ باللہ) ان بیوقوفوں کو ہٹاتا ہوں، چنانچہ عبداللہ بن ابی نے آکر حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہنے

لگا صدیق اکبرؓ، بنی تمیم کے سردار مسلمانوں کے بزرگ، رسول اللہ ﷺ کے رفیق غار، رسول ﷺ کے لئے اپنی جان اور مال کو خرچ کرنے والے آپ کو خوش آمدید ہو۔ اس کے بعد عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم نے دیکھا میں نے کیا کیا جب تم ان لوگوں کو دیکھو تو تم بھی میری طرح ان سے پیش آؤ۔ یہ سن کر اس کے منافق ساتھیوں نے اس کی تعریف کی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول)

علامہ دمشقی نے لکھا ہے

حضرت ابوبکرؓ 16 سال کے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی دوستی اور صحبت اختیار کی جب آپؐ نے شام کے علاقہ میں تجارتی سفر کیا۔ ابوبکر صدیقؓ آپ کے سفر اور حضر میں آپ سے جدا نہ ہوتے۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی کئی نشانیاں (معجزات) دیکھیں جن سے صدیقؓ کے دل میں یقین نے سبقت کی جب آپ ﷺ مبعوث ہوئے تو ابوبکر ایمان لے آئے..... (موفقات ii، اربعین طوال)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں جب نبی کریم ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو قریش ابوبکرؓ کے پاس جمع ہوگئے اور فرمایا اے ابوبکرؓ! تیرے دوست کو تو جنون ہوگیا ہے۔ آپؓ نے پوچھا وہ کیسے؟ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی دعوت کا خلاصہ سنایا تو ابوبکر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کیا آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر میرے رب نے مجھے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے اور میں حضرت ابراہیم کی دعا کا نتیجہ ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے پوری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ صدیقؓ کہنے لگے اللہ کی قسم! میرا تجربہ شاہد ہے کہ آپ کی زبان سے کبھی جھوٹ صادر نہیں ہوا لہٰذا آپ ﷺ رسالت کے زیادہ حقدار ہیں۔ آپ ﷺ بڑے امین ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، آپ کے تمام افعال عمدہ ہیں۔ ہاتھ بڑھائیں میں بیعت کرتا ہوں تو حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ بڑھایا صدیقؓ نے بیعت کی اور رسالت کی تصدیق کی اور اقرار کیا کہ جو کچھ حضور اکرم ﷺ اللہ کی طرف سے لائے ہیں حق ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ابوبکر نے دعوت اسلام قبول کرنے میں ذرا دیر نہ کی۔

ابن اسحاقؒ کہتے ہیں کہ مجھ تک جو بات پہنچی وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے جس آدمی کو اسلام کی دعوت دی اس نے تامل، تردد اور ہچکچاہٹ کا اظہار کیا سوائے ابوبکر کے۔ ان سے تاخیر ہوئی نہ انتظار نہ تردد بلکہ دعوت سنتے ہی فوراً ایمان لے آئے۔

.... (حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ۔

تفصیل کیلئے پڑھیے ماہنامہ المرشد مئی 2010)

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (البقرہ :274) جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات میں اور دن میں (یعنی بلا تخصیص اوقات) پوشیدہ اور آشکارا (یعنی

بلا تخصیص حالات) سوان لوگوں کو ان کا ثواب ملے گا (قیامت کے روز) ان کے رب کے پاس (جا کر) اور نہ (اس روز) ان پر کوئی خطرہ (واقع ہونے والا ہے) اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔

روح المعانی میں بحوالہ ابن عساکر نقل کیا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے چالیس ہزار دینار اللہ کی راہ اس طرح خرچ کئے کہ دس ہزار دن میں، دس ہزار رات میں، دس ہزار خفیہ اور دس ہزار اعلانیہ۔ بعض مفسرین نے اس آیت کا شان نزول اسی واقعہ صدیق اکبرؓ کو لکھا ہے اس کے شان نزول کے متعلق اور بھی مختلف اقوال ہیں۔

(معارف القرآن از مفتی اعظم: ج اول ص 643 تفسیر القرآن ج اول، ص 349 انوار القرآن: ج اول، ص 578)

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ (البقرہ :274)

ترجمہ: جولوگ دن رات، ظاہر پوشیدہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں یعنی جیسے ضرورت پیش آئے اسے پورا کرنے کو لپکتے ہیں۔ اعلانیہ دینا پڑے یا چھپا کر، رات ہو یا دن کا وقت، نہ تاخیر کرتے ہیں اور نہ کسی حالت کو آڑے آنے دیتے ہیں جیسے سیدنا صدیق اکبرؓ۔ کہ شاعر مشرق رحمتہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے

آں امن الناس بر مولائے ما
آں کلیم وادیٔ سینائے ما
دولت اُو کشت ملت را چوں ابر
ثانی اثنین غار و بدر و قبر

(تفسیر اسرار التنزیل: ج 1 ص 279)

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی. حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دنیا سے پردہ فرمانے کا وقت تھا بیماری شدت اختیار کر گئی تو حضور ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا کسی نے مجھ سے کچھ لینا ہو کسی کا مجھ پر کوئی احسان ہو قرض ہو تو وہ مانگ سکتا ہے۔ طویل حدیث ہے۔ اس مجلس کے آخر میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب سے میں نے دنیا میں قدم رنجہ فرمایا تب سے لے کر آج تک مجھ پر کسی کا احسان تھا میں نے اتار دیا لیکن ابوبکر صدیقؓ کے احسانات کا بدلہ میرا پروردگار دے گا۔ اس شخص نے جان، مال، آبرو کوئی چیز بچا کر نہیں رکھی اس نے سب کچھ مجھ پر نچھاور کر دیا۔

دولت او کشت ملت را چوں ابر
ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

یعنی ملت اسلامیہ کا بیج ڈالا جا رہا تھا ملت اسلامیہ اُگ رہی تھی، نوزائیدہ فصل تھی جس طرح نوزائیدہ فصل کو بارش تقویت دیتی ہے ابوبکر صدیقؓ کی دولت اسی طرح برسی اور اس نے ملت اسلامیہ کی نمو کو حیات بخش دی۔ (اکرم التفاسیر: ج 3، ص 96)

وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ (آل عمران:3، 159)

ترجمہ: اوران سے خاص خاص باتوں میں (بدستور) مشورہ لیتے رہا کیجئے۔

حضور اکرم ﷺ نے بہت مرتبہ حضرات شیخین صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کی رائے کو جمہور صحابہؓ کے مقابلہ میں ترجیح دی ہے حتیٰ کہ یہ سمجھا جانے لگا کہ آیت مذکورہ صرف ان دونوں حضرات سے مشورہ لینے کے لئے نازل ہوئی حاکم مستدرک میں اپنی سند کے ساتھ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ فِی قولِہٖ تعالٰی: (وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ) قال ابوبکرؓ وعمرؓ (ابن کثیر)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس آیت میں شاورھم کی ضمیر سے مراد حضرات شیخین ہیں۔ کلبی کی روایت اس سے بھی زیادہ واضح ہے۔

عَنِ بْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ نَزَلَتْ فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَکَانَا حَوَارِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَوَزِیْرَیْہِ وَاَبَوَی الْمُسْلِمِیْنَ

.........(ابن کثیر)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ سے مشورہ لینے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ دونوں حضرات جناب رسول اکرم ﷺ کے خاص صحابی اور وزیر تھے اور مسلمانوں کے مربی تھے۔

رسول اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ حضرات شیخینؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا

لَوِاجْتَمَعْتُمَافِیْ مَشْوَرَۃٍ مَاخَا لَفْتُکُمَا

(ابن کثیر بحوالہ مسند احمد)

ترجمہ: جب تم دونوں کسی رائے پر متفق ہو جاؤ تو میں، دونوں کے خلاف نہیں کرتا۔ (معارف القرآن (مفتی اعظم) ج دوم ص 226)

(تفسیر مظہری: ج دوم، ص 278، انوار القرآن: ج دوم 197)

حدیبیہ کے ایک معاملہ میں مشورہ لیا تو صدیق اکبرؓ کی رائے پر فیصلہ فرمادیا (انوار القرآن: ج دوم ص 221)

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا (النساء:69)

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے تو ایسے لوگ (جنت میں) ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے خاص انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے۔

وَالَّذِیْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ اُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ قِیْلَ وَ الَّذِیْ جَاءَ بِالصِّدْقِ رَسُوْلُ اللّٰہِ(ﷺ) وَصَدَّقَ بِہٖ اَبُوْبَکْرٍؓ۔

ترجمہ: جو صدق لے کر آیا وہ حضور ﷺ کی ذات انور ہے اور جس نے اس صدق کی تصدیق کی وہ ابوبکر صدیقؓ ہیں۔

امام جعفر صادقؓ فرماتے تھے۔ لَمَّا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِی الْغَارِ قَالَ لِاَبِیْ بَکْرٍؓ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی سَفِیْنَۃِ

جَعْفَرَ فِیْ اَصْحَابِهٖ بِقَوْمٍ فِی الْبَحْرِ وَانْظُرُ اِلَی الْاَنْصَارِ مُحْتَسِبِیْنَ فِیْ اَفْنِیَتِهِمْ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٌ وَتَرَاهُمْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَرِنِیْهِمْ فَمَسَحَ عَلٰی عَیْنَهٗ فَرَاٰهُمْ فَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْتَ الصِّدِیْقُ

(تفسیر قمی: مطبوعہ طہران، 157:4)

جب رسول اللہ ﷺ غار میں تھے تو آپ ﷺ نے ابوبکرؓ سے فرمایا گویا میں جعفر طیارؓ اور ان کے ساتھیوں کی کشتی کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنے مکانات میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ان کو دیکھ رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' ابوبکرؓ نے عرض کیا مجھے بھی دکھا دیجئے۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو انہوں نے بھی دیکھ لیا پس رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم ''صدیق'' ہو۔

علی بن عیسیٰ اربیلی شیعہ عالم ایک حدیث لکھتے ہیں جس کا ترجمہ ہے۔ امام محمد باقرؒ سے سوال کی گیا کہ تلوار کا قبضہ چاندی کا بنوانا جائز ہے یا نہیں۔ آپ (امام محمد باقرؒ نے فرمایا۔ ہاں جائز ہے اور مزید فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی تلوار کا قبضہ چاندی کا بنوایا تھا تو اس پر راوی نے کہا، کیا آپ اسے صدیقؓ کہتے ہیں آپ نے فرمایا، ہاں وہ صدیقؓ ہے، ہاں وہ صدیقؓ ہے، ہاں وہ صدیقؓ ہے۔ پس جو شخص ان کو صدیقؓ نہ کہے اللہ تعالیٰ اس کی بات کو سچا نہ کرے یا اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق نہ کرے۔

(کشف الغمہ عن معرفۃ الآئمہ)

اہلسنت والجماعت کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیقؓ صرف صدیقؓ ہی نہیں صدیق اکبرؓ تھے۔ نبوت کے بعد مقام صدیقیت ہے۔ انبیاء کرام کے بعد سب سے بڑا مقام حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہے اللہ رب العزت ان کے درجات مزید بلند فرمائے۔

اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزاں فرمائے۔

ماہنامہ المرشد میں اشتہار دینے کے خواہشمند متوجہ ہوں

جو حضرات اپنے یا اپنی کمپنی کے لیے ماہنامہ المرشد میں اشتہار شائع کروانا چاہتے ہیں وہ سرکولیشن مینجر ماہنامہ المرشد لاہور سے رابطہ کریں۔

دفتر: ماہنامہ المرشد۔ 17 اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور۔ فون: 042-35182727

قارئین المرشد سے

التماس ہے کہ المرشد کے بارے میں اپنی آراء سے مستفیض فرمائیں اور اس کو زیادہ مفید اور معتبر بنانے کے لئے اپنی تجاویز سے نوازیں۔

نیز یہ بھی گزارش ہے کہ اہل حضرات اپنے مضامین بھجوائیں جو ساتھیوں کی رہنمائی اور نئے قارئین کے لیے نفس کی اصلاح کا سبب بن سکیں۔ یا ایسے واقعات و تجربات تحریر فرمائیں جو سبق آموز ہوں۔

(مدیر ماہنامہ المرشد)

مسائل السلوک من کلام ملک الملوک پر

شیخ المکرم حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی کا بیان

31-7-10

ذکر جہر و ذکر الفکر کی مشروعیت

''قولہ تعالیٰ: تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً (الانعام:63)

ترجمہ: تم اس کو پکارتے ہو تذلل ظاہر کر کے اور چپکے چپکے۔

یعنی اعلاناً و اسراراً اور اعلان و اسرار یا باللسان ہے یا ایک باللسان دوسرا بالقلب کذا فی الروح۔ پس آیت اپنے عموم سے تمام اقسام ذکر کی مشروعیۃ پر دال ہوئی جلی و خفی پھر خفی باللسان یا بالقلب''۔

....

فرماتے ہیں اس آیت سے ہر طرح کے ذکر کے مقبول ہونے کی دلیل ملتی ہے۔ کوئی زبان سے کرتا ہے یا دھیمی آواز سے

کرتا ہے یا زبان سے کرتا ہے لیکن آواز سنائی نہیں دیتی یا زبان سے کرتا ہی نہیں ذکر قلبی کرتا ہے۔ تو سب کا جواز اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے۔ فرمایا تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً اس سے تمام طرح کے اذکار جو ہیں وہ ثابت ہوتے ہیں۔

....

اعراس زمانہ کی مذمت

''قولہ تعالیٰ: وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا (الانعام:70)

ترجمہ: اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہ جنہوں نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا رکھا ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ دین کے معنی عادۃ ہیں اور عادت سے مراد عید معتاد اور روح میں اس قول کو ابن عباسؓ کی طرف منسوب کیا ہے بس اس میں کفار کی اعیاد پر جنہیں لہو و لعب ہوتا تھا انکار ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں اس زمانہ کے اکثر اعراس بوجہ اشتمال علی المنکرات والبدعات کے داخل ہیں''۔

....

فرمایا نزول قرآن کے وقت تو اس کی مثال کفار تھے جنہوں نے ایسی رسومات ایجاد کر لیں جو لھو و لعب تھیں، کھیل تماشا تھیں لیکن وہ ان رسومات کو دین سمجھتے تھے۔ دین کے نام پر ایسی رسومات کرتے جو خرافات ہوتی تھیں۔ تو روح المعانی سے نقل فرمایا کہ یہ قول حضرت ابن عباسؓ کا ہے کہ کفار نے جو رسومات اور خرافات ایجاد کر رکھی ہیں تو ایسے لوگوں سے الگ رہنا چاہیے، کنارہ کش رہنا چاہیے اس سے آگے مولانا تھانویؒ اپنی رائے دیتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں جو رسومات عرس اور گیارہویں شریف کی طرح کی بن گئی ہیں اور ان میں بے شمار منکرات اور بدعات شامل ہوگئی ہیں۔ تو فرماتے ہیں اس آیت سے یہ حکم ملتا ہے کہ ان لوگوں سے دور رہنا چاہیے جو ان منکرات میں شامل ہوتے ہیں۔

حیرۃ مذمومہ جو معرض عن الطریق کو پیش آتی ہے

"قولہ تعالیٰ: وَ نُرَدُّ عَلٰٓی اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِی اسْتَهْوَتْهُ الشَّیٰطِیْنُ فِی الْاَرْضِ حَیْرَانَ (الانعام:71)

ترجمہ: اور کیا ہم الٹے پھر جاویں بعد اس کے کہ ہم کو حق تعالیٰ نے ہدایت کر دی جیسے کہ کوئی شخص ہو کہ اس کو شیطانوں نے جنگل میں بے راہ کر دیا ہو اور وہ بھٹکتا پھرتا ہو اس طرح کی حیرت میں وہ مبتلا ہو جاتا ہے جو طریق قوم میں داخل ہو کر پھر اس سے خارج ہو جاوے چنانچہ اس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور یہ حیرت مذمومہ ہے اور اسی اشتمال کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ آگے جو الھدیٰ واقع ہوا ہے اس سے مراد عام ہے جیسا کہ روح میں ہے کہ توحید و اسلام یا دوسرے اسباب فوز آخرت"۔

فرمایا اس سے ایسے لوگ مراد ہیں جنہیں کس سے کسی بزرگ سے نسبت نصیب ہو جائے۔ جنہیں برکات نصیب ہوئی ہوں۔ جن کے عقائد کی اصلاح اور اعمال کی اصلاح ہو رہی ہو پھر انہیں کسی لالچ، شیطان کے کسی بہکاوے، دنیا کے کسی لالچ یا کسی دنیادار کے دھمکانے سے نیکی کے اس راستے کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اگر وہ چھوڑے گا تو پھر شیطان کے جنگل میں پھنس جائے گا۔ پھر وہ اسے بہت دور لے جائے گا۔

مناظرہ مشروعہ کا شغل باللہ کے منافی نہ ہونا اور نصیحت میں احیاناً خشونت کا محمود ہونا۔

"قولہ تعالیٰ: وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ ۔ الخ (الانعام:74)

ترجمہ: اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب کہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے فرمایا۔ الخ

اس میں دلالت ہے کہ مشغول مع الحق و مناظرہ مع اہل باطل میں تنافی نہیں جب تک کہ حدود تجاوز نہ ہو۔ اور اسی سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بعض مقامات پر نرمی پر خشونت کو ترجیح ہوتی ہے"۔

یعنی اس میں یہ دلیل ہے کہ بندہ اللہ کے ساتھ بھی مشغول ہو اور باطل کا رد بھی کر رہا ہو تو یہ دونوں کام ایک وقت میں ہو سکتے ہیں۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ تھے اور مشغول الی الحق ہمہ وقت تھے۔ لیکن باطل کا رد بھی فرما رہے تھے۔ تو فرمایا اس میں صوفی کے لئے دلیل ہے کہ وہ اپنے ذکر، اذکار، مراقبات کی طرف متوجہ بھی رہے اور اسی وقت باطل کا رد بھی کر رہا ہو تو یہ ممکن ہے۔ دونوں کام ہو سکتے ہیں اور دونوں اللہ کی رضا کا سبب ہے۔

اہل ارشاد کو مخاطب کے لئے اَصلح کی رعایت

"قولہ تعالیٰ: فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ. الخ (الانعام:76)

ترجمہ: پھر جب رات کی تاریکی ان پر چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا آپؑ نے فرمایا یہ میرا رب ہے۔ الخ

روح میں ہے کہ ابطال ربوبیۃ کواکب میں نرم عنوان (مجاراۃ کا) اختیار فرمایا وجہ یہ کہ ربوبیت کواکب کا بطلان بہ نسبت بطلان ربوبیۃ اصنام خفی تھا اس میں اگر اول ہی سے خشونت اختیار کی

جاتی تو ان کا مکابرہ اور عناد بڑھ جاتا آہ تو اس سے معلوم ہوا کہ نصح وارشاد کے باب میں مخاطب کے حال کی رعایت اور اس کی مصلحت کا لحاظ مناسب ہے اور شیوخ حکماء مصلحین کی یہی شان ہے"۔

....

فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے بیک وقت بتوں کی پوجا سے تو بڑی سختی سے روکا اور ان کی تردید کی کہ ان کے پاس کچھ نہیں ہے نہ یہ سنتے ہیں نہ یہ دیکھتے ہیں نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں اپنے لئے کچھ نہیں کر سکتے تمہارے لئے کیا کریں گے۔ وہاں تو سخت رویہ اختیار کیا۔لیکن جب وہ ستاروں کو بھی پوجتے تھے۔ جب ستاروں کی پوجا کا وقت آیا تو نرم انداز اختیار کیا۔ ایک ستارہ طلوع ہوا تو فرمایا یہ میرا رب ہے۔ جب وہ غروب ہوگیا تو فرمایا یہ تو اپنے آپ کو قائم نہیں رکھ سکا۔ پھر چاند طلوع ہوا تو کہا یہ رب ہے۔ وہ بھی غروب ہوگیا تو کہا انی لا احب الافلین یہ تو خود غروب ہوگیا اس سے محبت کا کیا فائدہ۔ پھر سورج طلوع ہوا تو کہا یہ بہت بڑا ہے میرا رب ہے۔ سورج بھی غروب ہوگیا تو کہنے لگے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ (الانعام:79) رجوع کرتا ہوں جس نے ان سب کو پیدا کیا۔

تو فرماتے ہیں کواکب کی پوجا جو تھی اصنام کی پوجا کی نسبت اس میں شدت کم تھی۔ سیدھے سیدھے بت کو سجدہ کرنے میں کفر کی شدت زیادہ تھی تو وہاں آپؑ نے بھی لہجہ سخت اختیار فرمایا اور اس کا فوراً رد کر دیا اس میں نسبتاً کم شدت تھی۔ یہاں آپؑ نے بھی حکمت اختیار کی اور ایک خوبصورت انداز سے کواکب کی پرستش کا رد فرمایا۔ تو فرمایا مشائخ کا طریقہ بھی یہی ہوتا ہے کہ جہاں شدت دیکھتے ہیں گناہ کی یا جس عمل پر شدت آتی ہے دین کے خلاف اسے رد بھی شدت سے کرتے ہیں اور جہاں لوگ معمولی رسومات پہ پھنسے ہوتے ہیں وہاں وہ طریقے سے محبت سے پیار سے انہیں رسومات سے نکال کے اللہ کی بارگاہ میں لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یعنی دونوں پہلو اہل اللہ میں ہوتے ہیں۔ کہیں شدت کرتے ہیں، کہیں پیار و محبت سے لوگوں کو ساتھ لے آتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کے احوال پر منحصر ہوتا ہے۔

....

صورت دعویٰ سے بھی احتیاط

"قولہ تعالیٰ: وَ لَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّیْ شَيْـًٔا (الانعام:80)

ترجمہ: اور میں ان چیزوں سے جن کو تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بناتے ہو نہیں ڈرتا۔

اس میں سورۃ دعویٰ سے احتیاط ہے جو صرف لَآ اَخَافُ پر اکتفا میں متوہم تھا اس لئے اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ بھی بڑھا دیا"۔

....

فرمایا اس میں یہ بات ہے کہ آپ نے بڑی صحیح بات کہی نبیؑ بتوں سے کیوں ڈرے گا۔ فرمایا جن کی تم پوجا کرتے ہو میں ان سے نہیں ڈرتا لیکن ساتھ فرمایا اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ اللہ اگر چاہے۔ تو فرمایا دعویٰ کرنے میں اللہ کی مرضی کو شامل کرنا چاہیے۔ نرا دعویٰ نہیں کرنا چاہیے کہ میں یہ کرلوں گا میں وہ کرلوں گا ہاں اگر اللہ چاہے تو۔

....

محاجہ میں محققین کا طرز

قولہ تعالیٰ: فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ (الانعام:81)

ترجمہ: سو ان دونوں جماعتوں میں سے اس کا کون زیادہ مستحق ہے۔

باوجودیکہ احق بالامن متعین ہے مگر یوں نہیں فرمایا "فنحن احق بالامن کیونکہ اس اخبار میں مخاطب سے اعتساف کرنا ہے اور اس استفہام میں انصاف کی طرف اس کو مائل کرنا ہے اور اہل شفقت کا مخالفین کے ارشاد میں یہی مسلک ہے"۔

....

یعنی یہاں یہود کا کردار اور مومنین کا کردار بیان کر کے کہا گیا ہے کہ دونوں میں سے امن کا مستحق کون ہے؟ تو کہا یہ جا سکتا تھا۔ اور یہ واضح تھا کہ حضور ﷺ فرماتے یا قرآن یہ فرما دیتا کہ مومن امن کا زیادہ مستحق ہے لیکن یہ نہیں فرمایا بلکہ سوالیہ سا نشان بنا دیا کہ وہ کردار بھی دیکھو ان کا کردار بھی دیکھو۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ امن کا زیادہ مستحق کون ہے۔ تو اس ارشاد میں مصلحت یہ ہے کہ ان میں سے بھی اگر کوئی غور کرے تو شائد توبہ کر لے اور اسے ہدایت نصیب ہو جائے۔ تو فرمایا اہل شفقت یا مشائخ یہی انداز اختیار کرتے ہیں اور ان کو بہتر کوشش یہ ہوتی ہے کہ بدکاروں کو بھی یا جو دین سے دور جا رہے ہیں ان کو بھی واپس لایا جائے۔ اس معاملے میں تشدد نہیں کرتے۔

....

آباء کی صلاح کا دخل ابناء کی صلاح میں

"قولہ تعالیٰ: وَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ (الانعام:84)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔

روح میں بعض مفسرین کا قول ہے کہ ہم محسنین کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں جیسی ابراہیم علیہ السلام کو جزا دی کہ ان کے درجات بلند کئے ان کی اولاد میں ترقی دی، اولاد میں نبوت عطا فرمائی۔ پس اس میں دلالت ہے کہ آباء کی صلاح و احسان کو صلاح ابناء میں بھی دخل ہے کہ ان کے محسن ہونے کا یہ صلہ ملتا ہے کہ ان کی اولاد میں بھی صلاحیت پیدا کی جاتی ہے چنانچہ مشائخ کی اولاد میں مشاہدہ ہے کہ ان میں رشد کی ایک خاص شان ایسی ہوتی ہے جو دوسروں میں نہیں ہوتی، بشرطیکہ کوئی معارض پیش نہ آ جاوے"۔

....

فرمایا اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ نیک لوگوں کی اولاد میں فطرتاً بھی، ان کا خون یا صلب ہونے کی وجہ سے بھی نسبی شفقت بھی ہوتی ہے۔ انہیں مجلس بھی طویل نصیب ہوتی ہے تو عموماً ان میں رشد و اصلاح کے آثار دوسروں سے زیادہ ہوتے ہیں اور مشائخ کی اولاد میں مشاہدہ ہے کہ ان میں رشد کی ایک خاص شان ہوتی ہے جو دوسروں میں نہیں ہوتی۔ ہاں اگر کوئی ایسا بیٹا نہ ہو جو خود باپ ہی کا نافرمان ہو جائے۔ جیسے نوحؑ کا بیٹا انہیں چھوڑ کر کافروں کے ساتھ گیا۔ اسی طرح کسی ولی کامل کا بیٹا بھی اسے چھوڑ کر بدکاروں کے ساتھ مل جائے تو پھر یہ نعمتیں ساری چھن جائیں گی اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ لیکن اگر وہ اس کا مطیع رہے تو دوسروں کی نسبت اس میں قبول حق کی استعداد زیادہ ہوتی ہے۔ اور اصلاح قبول کرنے کی استعداد زیادہ ہوتی ہے۔

....

جذب وسلوک کا اثبات

"قولہ تعالیٰ: وَ اجْتَبَيْنٰهُمْ وَ هَدَيْنٰهُمْ (الانعام:87)

ترجمہ: اور ہم نے ان کو مقبول بنایا اور ہم نے ان کو راہ راست کی ہدایت کی۔

دل کا حاصل جذب ہے کیونکہ جبی کے معنی لغت میں جلب ہیں اور ثانی کا حاصل سلوک ہے کیونکہ ہدایت کے معنی طریق ہیں خواہ مع الوصول یا بدون وصول"۔

....

فرمایا یہ سلوک ہے جو اپنی ہوش وحواس سے خود سمجھ کر چلتے چلتے ایک مقام ایسا بھی آتا ہے جہاں نیکی مزاج بن جاتی ہے اور برائی کی طرف دھیان بھی نہیں جاتا یہ جذب ہوتا ہے اور یہ بھی من جانب اللہ ہوتا ہے۔ جسے وہ عطا کر دے اور دوسرا طریق وَ هَدَيْنٰهُمْ کہ اللہ نے جو راستہ متعین کر دیا یہ اس سے مراد سلوک ہے۔ سیکھنا، محنت، مجاہدہ کرنا قدم بقدم چلنا۔

....

حق تعالیٰ کا کوئی بالذات محبوب نہیں

"قولہ تعالیٰ: وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (الانعام:88)

ترجمہ: اور اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کیا کرتے تھے ان سے سب اکارت ہو جاتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کا کوئی ایسا محبوب بالذات نہیں کہ اس پر کسی حال میں مواخذہ نہ ہو جیسا جہلاء کا حضور ﷺ یا بعض اولیاء امت کے حق میں (مثل غوث اعظمؒ) خیال ہے کہ معشوق عرفی سمجھتے ہیں"۔

....

فرمایا یہ سمجھ لینا کہ اللہ تعالیٰ کی مجبوری بن گئی ہے کوئی شخص ایسا ہے کہ اس سے باز پرس نہیں ہو سکتی۔ یہ درست نہیں ہے۔ اس کا مقرب ہونا باعث صد افتخار ہے۔ اس کی رحمت کا نزول ہے۔ اس کے مقبول بندے ہیں لیکن اس نے فرما دیا کہ یہ مقبولین بھی اگر بفرض محال ان سے شرک کا صدور ہو جاتا ہے تو ان کی ساری نیکیاں اکارت جاتی ہیں۔ فرمایا مخلوق تو مخلوق ہے کسی حال میں بھی وہ قدرت باری سے بالاتر نہیں ہو سکتی جیسا جہلاء کا غوث اعظمؒ کے متعلق خیال ہے یا کسی اور ولی یا کسی صحابیؓ یا کسی نبیؑ کے بارے فرمایا یہ نہیں سوچا جا سکتا کہ وہ اللہ کی گرفت یا قدرت سے بالاتر ہے یہ ممکن نہیں۔

....

الہام یا وارد کا دعوے کاذب

"قولہ تعالیٰ: وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا (الانعام:93)

ترجمہ: اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی۔

اور اسی کے حکم میں ہے جو شخص کوئی خواب تراشے یا کسی وارد یا الہام کاذب یا کسی کمال یا توحید حقیقی وفنا یا مشیخت کا دعویٰ کرے یا اپنے اوہام وخیالات کو فیض غیبی کہے"۔

....

یعنی بعض لوگوں کے پاس کیفیات ہوتی نہیں لیکن اس کا

وہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کوئی وہم آیا تو کہہ دیتے ہیں مجھ پر الہام ہوا تھا حالانکہ اسے وہ کمال حاصل نہیں ہوتا، وہ مقامات حاصل نہیں ہوتے، وہ کیفیات حاصل نہیں ہوتیں۔ تو یہ اسی طرح ہے جس طرح کوئی جھوٹا نبوت کا دعویٰ کرے تو اسی طرح کی سزا اس کی بھی ہے۔ جو جھوٹا ولایت کا مدعی بنا بیٹھا ہے جس کی آج کل تو کثرت ہے۔

....

اسباب کا اثبات

قولہ تعالیٰ: لِتَهْتَدُوْا بِهَا (الانعام:97)

ترجمہ: تاکہ تم ان کے ذریعہ سے رستہ معلوم کر سکو۔

اس میں اسباب کا اثبات اور ان سے منتفع ہونے کی مشروعیت پر دلالت ہے اور یہ علی الاطلاق منافی توکل نہیں۔

....

اس میں اسباب کا اثبات ہے۔ یعنی اس آیہ کریمہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کریم نے جو اسباب بنائے ہیں اور ان کے استعمال کا جو طریقہ بتایا ہے یہ بھی عبادت ہے اور انہیں اختیار کرنا چاہیے۔ اور امید یہ رکھنی چاہیے کہ نتیجہ اللہ کی طرف سے ہوگا۔

....

نظر فی الخلق مطلقاً نظر الی الحق کے منافی نہیں

"قولہ تعالیٰ: اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ . الخ (الانعام:99)

ترجمہ: ہر ایک کے پھل کو تو دیکھئے۔

اس میں دلالت ہے کہ خلق کی طرف نظر کرنا جبکہ للحق ہو مذموم نہیں بلکہ اگر مقصود ہیں اس کی طرف احتیاج ہو تو مطلوب ہے۔ پس خلق اس وقت حق تعالیٰ کی مراۃ ہو جاتی ہے"۔

....

یعنی مخلوق کی خوبیاں کہ یہ پھل کیسا ہے، لذیز ہے، خوشبودار ہے، یہ پھول کیسا ہے۔ یہ اس وقت محمود ہے جب انہیں دیکھ کر خالق کی عظمت کا اندازہ کیا جائے اور اگر دنیا کی دولت کو دیکھ کر لالچ بڑھ جائے اور محض سمیٹنے کی اور جائز ناجائز ذریعے سے حاصل کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ برا ہو جائے گا لیکن اگر دنیا ہی کی نعمتوں کو دیکھ کر ان کے پیدا کرنے والے کی عظمت کا احساس ہو تو یہ قابل ستائش ہوگا۔

....

دعائے مغفرت

ا۔ پاکپتن سے سلسلہ کے ساتھی حاجی محمد سبحان۔
۲۔ چیچہ وطنی سے سلسلہ کے ساتھی اور ضلع ساہیوال کے امیر حاجی محمد اسحاق عابد۔
۳۔ کراچی سے سلسلہ کے ساتھی ارشد محمود کے والد محترم
۴۔ سبزہ زار لاہور سے سلسلہ کے ساتھی محمد حسین کے والد محترم
۵۔ چیچہ وطنی سے سلسلہ کے ساتھی حافظ محمد ارشد کے والد محترم
۶۔ پشاور سے سلسلہ کے ساتھی محمد ابرار اور اختر علی کی والدہ محترمہ
۷۔ سلامت پورہ لاہور سے سلسلہ کے ساتھی عبدالوحید

وفات پا گئے ہیں ساتھیوں سے دعا کی درخواست ہے۔

حضرت مولانا اللہ یار خانؒ ۔۔۔ احوال و آثار

گزشتہ سے پیوستہ

ڈاکٹر آصفہ اکرم (پی ایچ ڈی اسلامیات)

مولانا نے ۱۹۵۰ء میں اپنے شہر چکڑالہ ضلع میانوالی میں مدرسہ عالیہ دارالتبلیغ قائم فرمایا۔ اس کے ساتھ ساتھ شعبہ نشر و اشاعت کو بھی شامل کیا گیا جس کے زیر تحت مولانا کی متعدد کتب اور رسائل شائع ہوئے۔ مثلاً:

ملا اسماعیل شیعہ کی کتاب ''براہین ماتم'' کا جواب بنام ''حرمت ماتم''، ملا علی نقی لکھنوی کی کتاب ''متعہ اور اسلام'' کا جواب بنام ''تحقیق حلال وحرام''، داماد علی، شکست اعدائے حسین، ایجاد مذہب شیعہ، ایمان بالقرآن وغیرہ کئی رسائل منظر عام پر آئے۔

۱۹۵۶ء میں جب مدرسہ دارالہدیٰ چوکیرہ ضلع سرگودھا کے زیر تحت پندرہ روزہ رسالہ الفاروق کا اجراء کیا گیا تو الفاروق کی مجلس عاملہ کی درخواست پر جس کے امیر مولانا احمد شاہ محدث چوکیروی تھے۔ مولانا اللہ یار خانؒ صاحب اول سے آخر ۱۹۵۸ء تک معین اعلیٰ رہے اور صفحات الفاروق پر آپ کے بڑے قیمتی مضامین مثلاً مسئلہ تحریف قرآن، مسئلہ خلافت، مسئلہ فدک اور مسئلہ ماتم شیعہ شائع ہوئے تھے۔ جن لوگوں نے آپ کے مضامین دیکھے ہیں انہیں علم ہے کہ مولانا کا ایک ایک مضمون ایک ضخیم کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔

دعوت الی السلوک:

۱۹۵۲ء کے قریب مولانا نے تصوف وسلوک کی طرف دعوت دینا شروع کی۔ آہستہ آہستہ آپ کا دائرہ اثر وسیع ہونے لگا اور دور ونزدیک سے خلق خدا آپ کے گرد جمع ہونے لگی۔

۱۹۶۲ء کو پہلا اجتماع جنگل میں واقع ایک مقام ڈھوک ٹلیالہ پر منعقد کیا گیا جس میں چند افراد نے شرکت کی۔ ناکافی سہولتوں، پانی کی کمی اور دشوار گزار پہاڑی راستوں کے باوجود مذکورہ مقام پر تقریباً آٹھ سال تک باقاعدگی سے اجتماع منعقد ہوتا رہا۔ ۶۳ء سے ۸۰ء تک تحریر کیے گئے مولانا کے مکتوبات سے اس دور کی مشکلات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

ڈھوک ٹلیالہ کے بعد ڈلوال، نور پور اور منارہ سکول میں بھی اجتماعات منعقد ہوتے رہے تا آنکہ ۸۰ء میں دارالعرفان منارہ کی تعمیر ہوئی اور اسے جماعت کے مستقل مرکز کی حیثیت دے دی گئی۔

مولانا نے نہایت انہماک اور کمال دلسوزی کے ساتھ اپنے متوسلین کی تعلیم وتربیت فرمائی۔ تحریر وتصنیف، ڈاک، فتاویٰ، مریضوں کی دیکھ بھال، خانگی امور وغیرہ جیسی بے پناہ مصروفیات کے باوجود آپ نے ہزارہا میل کا سفر اختیار کر کے خلق خدا کی

اصلاح کا فریضہ سرانجام دیا۔ اس مقصد کیلئے آپ گلگت، کراچی، کوئٹہ، نوشکی، مستونگ، ژوب، حیدر آباد، نوشہرہ، کوہاٹ، ڈیرہ اسماعیل خان، رسالپور، مردان، گڑھی کپورہ، سکھر، شنگیاری کے قریب سم الٰہی منگ، واہ کینٹ، اٹک، پنڈی گھیپ، کھاریاں، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، لاہور، ملتان، بہاولپور، راجپور، کبیر والا، خانیوال، ٹوبہ ٹیک سنگھ، فیصل آباد، سرگودھا، جوہر آباد، بکھر بار، کوٹ میانہ، شالی وزیرستان اور علاقہ غیر میں میر علی تک تشریف لے گئے۔

جہاں اور جن علاقوں میں آپ خود نہ پہنچ سکتے وہاں آپ اپنے مجازین کا تقرر فرماتے۔ اس طرح پاکستان کے قریہ قریہ بستی بستی اور شہر شہر آپ کے جودوسخا کی اطلاع پہنچ گئی۔

تلامذہ:

مولانا کا پیغام حق وصداقت چونکہ کسی خاص طبقہ کے افراد تک محدود نہ تھا اس لیے آپ کے حلقہ ارادت و درس میں ہر شعبہ زندگی کے لوگ نظر آتے ہیں، جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچی ہوئی ہے۔ تاہم آپ کے تلامذہ میں سے جنھوں نے آپ کے دینی وعلمی ترکہ کی حفاظت میں نمایاں کردار ادا کیا، موجودہ شیخ حضرت مولانا محمد اکرم اعوان صاحب مدظلہ کا نام سرفہرست ہے۔

تصانیف:

مولانا کو تحقیق واجتہاد کا خاص ملکہ عطا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصانیف اعلیٰ پائے کے تحقیقی جواہر پاروں میں شمار ہوتی ہیں۔ یہ تصانیف مصنف کے وسعت مطالعہ، عمیق غور وفکر، اجتہادی وتحقیقی فکر ونظر اور علم وفن کے ساتھ گہری وابستگی کا پتہ دیتی ہیں۔

مولانا کی زندگی کا بیشتر حصہ چونکہ متکلمین کے نہج پر احقاق حق کی جدوجہد اور مذاہب باطلہ کی تردید میں گزرا ہے لہٰذا آپ کی اکثر تصانیف میں مناظرانہ رنگ نمایاں ہے۔ آپ کا طرز استدلال نہایت پرزور، مدلل اور بعض اوقات جارحانہ رخ اختیار کر لیتا ہے۔ تاہم آپ زور کلام اور زور استدلال میں اس حقیقت کو فراموش نہیں کرتے کہ آپ کا اصل مقصد مصادر علوم اسلامیہ کی روشنی میں قاری کو صحیح اور درست نتیجہ تک پہنچنے میں مدد فراہم کرنا ہے۔

مولانا نے مختلف ومتنوع عنوانات کے تحت اپنی تصانیف کو قلمبند کیا ہے۔ بایں ہمہ آپ کی تصانیف کی تین جہات نمایاں ہیں۔ اول صحیح اسلامی تصوف سے علمی حلقوں کو روشناس کرنا، دوم باطل فرقوں کی حقیقت سے عامۃ الناس کو آگاہ کرنا اور سوم حیات بعد الممات کے ضمن میں پیدا کردہ غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا۔

مولانا کی ان تصانیف میں دلائل السلوک، اسرار الحرمین، علم و عرفان، تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین، الدین الخالص، ایمان بالقرآن، نفاذ شریعت اور فتنہ جعفریہ، تحقیق حلال وحرام، الجمال والکمال، حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیف اویسیہ نمایاں مقام کی حامل ہیں۔

مولانا کی یہ تمام تصانیف اعلیٰ پائے کی تحقیق کا شاہکار اور قیمتی معلومات کے حصول کا اہم ذریعہ ہیں۔

شیخ المکرم حضرت مولانا محمد اکرم اعوان صاحب مدظلہ آپ کی تصانیف پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آپ کی تصنیفات اعلیٰ تحقیق کا نمونہ ہیں، جن سے ایک پوری علمی دنیا استفادہ بھی کرتی ہے اور حوالہ جات بھی پاتی ہے اور انہیں دیکھ کر آپ کے علمی درجہ کا اندازہ ہوتا ہے۔''

حضرت مولانا کی یہ جملہ تصانیف تقریباً ۱۹۳۵ء سے ۱۹۸۰ء تک کی درمیانی مدت میں منظر عام پر آئیں۔

اخلاق وکردار:

مولانا کے تذکرہ نگاروں اور ہم عصر علماء کے اقوال کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نہایت اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ شفقت و مروت، جود وسخا، اعتدال وتوازن اور شدت مجاہدہ جیسے اوصاف آپ کے مزاج کا خاصہ تھے۔ رعب وجلال کی صفات سے متصف ہونے کے باوصف آپ کی شخصیت سے اپنائیت کی خوشبو آتی۔ آپ کی آواز میں بلا کا سوز تھا۔ قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تو سامعین پر سحر کی سی کیفیت طاری ہو جاتی۔ آپ کی زندگی تکلفات سے پاک اور سادگی کا عمدہ نمونہ تھی۔

حضرت مولانا اکرم اعوان صاحب مدظلہٗ آپ کی سادہ مزاجی کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں:

جہاں انہوں نے حضرت کو ٹھہرایا ہوا تھا وہ لوہاروں کا ایک گھر تھا۔ کچا اور معمولی سا، اس میں اوپر چھوٹی سی کوٹھڑی بنا رکھی تھی۔ اوزاروں اور ٹوٹے پھوٹے ناکارہ سامان کیلئے وہیں ایک کھردری سی چارپائی پر ایک پرانی سی دری بچھی ہوئی تھی اور ایک تکیہ رکھا تھا۔ حضرت نے ململ کا لباس پہنا ہوا تھا۔ منہ پر بھی ململ کا پٹکا سا ڈالا ہوا تھا اور اس وقت قیلولہ فرما رہے تھے۔ اس پائے کے عالم یا مذہبی رہنما میں اس طرح کی سادگی میں نے پہلی بار دیکھی نہ کھانے میں تکلف نہ رہنے میں تکلف، لباس بھی سادہ، غذا بھی معمولی، مگر جب بات کرے تو علم کے دریا بہا دے۔

آپ نمود ونمائش سے کوسوں دور رہتے اور علمائے ربانیین کی صحبت اختیار کرنا پسند فرماتے۔

جنرل ضیاء صاحب کے زمانہ میں ۱۹۸۰ء کے قریب مشائخ کانفرنس ہوئی، ملک کے تمام مشائخ مدعو تھے، آپ کو بھی دعوت ملی کانفرنس میں چند لمحے بیٹھے اور چلے آئے فرمانے لگے بے دین لوگ اکٹھے ہوئے ہیں اور مشیخت کا ڈھونگ رچایا ہوا ہے۔ ان کی تو شکلیں بھی سنت کے مطابق نہیں۔ کانفرنس سے سخت بیزار ہوئے۔

آپ اپنے متعلقین کے ساتھ نہایت حسن سلوک سے پیش آتے حتیٰ کہ ہر ایک یہ محسوس کرتا کہ آپ کے نزدیک وہی سب سے زیادہ قابل قدر ہے۔

تاج رحیم صاحب لکھتے ہیں:

آپ نہایت خوش مزاج تھے۔ جس محفل میں بیٹھے ہوتے وہاں یہ احساس نہ ہونے دیتے کہ آپ اور حاضرین میں کسی قسم کا فرق ہے۔ ہر سالک سے اتنے پیار ومحبت اور بے تکلفی سے ملتے اور ان کے ذاتی دکھ درد میں ایسے شریک ہوتے کہ ہر فرد کو یہ احساس ہوتا کہ آپ اسے سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔ مہمان نوازی میں آپ کسی اور کو آگے بڑھنے نہ دیتے اور اکثر جو ساتھی آپ کے پاس حاضری دیتے ان کیلئے خود گھر سے کھانا لے کر آتے۔

مولانا عبدالرحمان صاحب فرماتے ہیں:

آپ نہایت کریم ہستی تھے۔ ہر آنے والے سے بے حد محبت سے پیش آتے۔ میں جب کبھی ان سے ملا انہوں نے نہایت مودت کے ساتھ میرا استقبال کیا۔

مولانا کے اخلاق وکردار کی یہی خوبیاں تھیں جن کی بنا پر

مخلوق خدا جوق در جوق آپ کی طرف کھنچی چلی آئی اور آپ کی متصوفانہ تعلیمات سے بہرہ مند ہو کر اصلاح احوال کی طرف مائل ہوئی۔

حافظ غلام قادری صاحب لکھتے ہیں:

زندگی کے ہر شعبے سے لوگ آپ سے حصول فیض (کیلئے) منسلک ہونے لگے۔ کوئی تو متلاشی تھے اور کچھ کو جونہی ان کی برکات کا یقین ہوا مصنوعی پیروں کے دام فریب سے نکل آئے...... آپ کے پاس آنے والوں کی اصلاح...... آپ کی روحانی قوت بلند منازل اور مناصب کی وجہ سے بڑی ہی تیزی سے ہوئی، دنیا انگشت بدنداں تھی۔ کسی بھی فرقے یا گروہ سے تعلق لے کر آنے والے سب کچھ بھول بھلا کر تزکیہ نفس، اتباع رسول ﷺ اور رضائے باری کو مقصد زندگی بنا کر سارے اختلافات بھلا کر کونوا عباداللہ اخوانا کی عملی تفسیر بن جاتے۔

علمی مقام و مرتبہ:

مولانا کی علمیت پر شاہد آپ کی ۲۰ سے زائد تصانیف ہیں جن کے مطالعہ سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ علم و عرفان کا اشتراک گویا آپ کے خمیر میں گوندھ دیا گیا ہے۔

مولانا کی مجالس میں علم و حکمت کا سیل رواں جاری ہوتا اور ہر خاص و عام آپ کی علمی قابلیت کی داد دیئے بغیر نہ رہتا۔

حافظ غلام قادری صاحب کا بیان ہے:

علماء کی محفل میں ایک موضوع پر مصنفین کے خیالات و نظریات ان کے اساتذہ خاندان تاریخ پیدائش تاریخ وفات، ہم عصر علماء سے ملاقات میں کس سے متاثر ہوئے کتاب کی تحریر سناتے، سطر اور صفحہ تک کا حوالہ بھی بیان فرماتے۔ سننے والے حیرت زدہ رہ جاتے اور پھر جب یہ معلوم ہوتا کہ یہ کتابیں بھی آپ کے پاس موجود ہیں تو حیرانگی انتہا کو پہنچ جاتی۔

علمائے کرام نے بھی مولانا کی علمیت سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور آپ کو بحرالعلوم کے لقب سے نوازا۔ اللہ دتہ تمیمی صاحب لکھتے ہیں:

''ایک دفعہ حضرت جیؒ کراچی تشریف لائے اور آپ گول مسجد کے قریب نیوی کے کوارٹرز میں قیام پذیر ہوئے۔ چند نئے ساتھی جو کہ پہلے تبلیغی جماعت کے ساتھ بھی کافی وقت لگا چکے تھے گول مسجد کے امام صاحب جو کہ مستند مانے ہوئے علماء دیوبند میں سے ہیں...... کے پاس آکر کہنے لگے کہ ہمارے مرشد صاحب آئے ہوئے ہیں، آپ عالم دین ہیں آپ سے گزارش ہے کہ آپ انکے پاس تشریف لے آئیں اور ہمیں بتا دیں کہ ہم جو ذکر و فکر کر رہے ہیں کہیں گمراہ لوگ تو نہیں ہیں۔ مولوی صاحب کہنے لگے کہ ۱۵ منٹ سے زیادہ وقت نہیں دے سکتا، جب یہ حضرت جیؒ کے پاس آئے اور علمی گفتگو شروع ہوئی تو یہ عالم دین جو ۱۵ منٹ کا وقت لے کر آئے تھے اٹھنے کا نام بھی نہ لیتے اور تقریباً ڈیڑھ یا دو گھنٹے علمی گفتگو میں مشغول رہے، جب جانے لگے تو کہنے لگے کہ آپ کے شیخ علم کا ایک بڑا سمندر ہیں''۔

ایک اور عالم دین نے فرمایا:

میں ڈیڑھ دو گھنٹے مجلس میں بیٹھا، آپ نے دوران گفتگو بہتر (۷۲) کتب کا حوالہ مع مصنف کے حالات کے دیا اور ان میں اکثر کتب ایسی بھی تھیں جن کا نام ہم نے پہلی بار سنا۔

مولانا کو زود نویسی میں کمال حاصل تھا، بہت جلد کتاب لکھ دیتے، حالانکہ مناظرانہ کتاب لکھنے کیلئے بہت وقت کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اپنے اور مخالفین کے حوالہ جات کی پڑتال، حوالوں

میں ترتیب کا خیال، مراتب کتب پر گہری نظر، تراجم عبارات میں مہارت، ماخذ کی نظر ثانی مگر چونکہ مولانا کا ابتداً حافظہ تیز تھا اس لیے ان سب امور کو بفضلہٖ تعالیٰ جلدی سے طے کر لیتے۔

اس عظیم الشان علمی قابلیت کے باوصف مولانا کی منکسر المزاجی کا یہ عالم تھا کہ فرماتے تھے:

میرا قرآن کی تفسیروں کا مطالعہ اس قدر ہے کہ جب کسی تفسیر کی کسی آیت کی طرف خیال کرتا ہوں وہ صفحہ میرے سامنے کھل جاتا ہے، اس وقت بھی میرے پاس پینسٹھ (۶۵) تفاسیر موجود ہیں جو اکثر عربی اور فارسی میں ہیں اور صدیوں پرانی ہیں...... میں حیران ہوں ان لوگوں پر جو اپنے آپ کو بڑا مفسر اور محدث لکھتے ہیں اور کہتے ہیں، حالانکہ میرا اتنا وسیع مطالعہ ہونے کے باوجود جب غور کرتا ہوں تو سمجھ آتی ہے کہ ابھی تو الف ب بھی نہیں آتا۔

وفات:

۱۸ اگست ۱۹۸۲ء کو آپ نے بطور وصیت جامع ہدایات قلم بند کروائیں جو سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے جملہ امور کی انجام دہی کیلئے اصول و حتمی قوانین سلوک کا مقام رکھتی ہیں۔ اسی وصیت کے مطابق جانشین، ناظم اعلیٰ اور ممبران مجلس منتظمہ کا تقرر عمل میں آیا۔ آپ نے سلسلہ میں وراثت کی گدی نشینی کا فرسودہ تصور ختم کر کے مولانا محمد اکرم اعوان صاحب کو سلسلہ کا شیخ اور اپنا جانشین مقرر کیا۔

۱۵ جمادی الاول ۱۴۰۴ھ بمطابق ۱۸ فروری ۱۹۸۴ء بروز سنیچر اسلام آباد میں آپ نے رحلت فرمائی۔

شیخ المکرم حضرت مولانا محمد اکرم صاحب مدظلہٗ کے بقول جب آپ پردہ فرما گئے تو ولایت کا سب سے آخری اور اعلیٰ مقام "عبدیت" آپ کو نصیب تھا۔ جس کے متعلق مجدد الف ثانی "فرماتے ہیں کہ مراتب ولایت میں سے انتہائی مرتبہ مقام عبدیت ہے اور ولایت کے درجوں میں مقام عبدیت سے ادھر (آگے) کوئی مقام نہیں۔

مولانا اللہ یار خانؒ کا عہد......ایک جائزہ:

ماضی قریب میں عقائد اور دین کے بنیادی نظریات میں لوگوں نے کج بحثیاں شروع کر دیں۔ روافض نے زور پکڑا، چکڑالوی مذہب نے سر اٹھایا، فتنہ پرویزیت نے قرآن وسنت کی نئی نئی تاویلیں گھڑیں، نبوت کے عینی شاہدوں پر اعتراضات ہونے لگے، اولیائے کرام کا درجہ بڑھا کر انہیں خدائی میں شریک کیا گیا یا پھر ان کی توہین کو توحید کا نام دے دیا گیا۔ فروعی اور معمولی اختلافات پر لوگ باہم دست و گریبان ہونے لگے، رسومات و بدعات نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اصل ہیئت کو ہی مسخ کر دیا۔ ایسے میں کھرے کھوٹے میں تمیز مشکل ہوگئی اور بے دینی یہاں تک پہنچی کہ حیاۃ انبیاء جیسے اجماعی اور متفقہ مسئلے کے بھی لوگ منکر ہونے لگے۔ تصوف جو دین کی روح ہے کا رشتہ اسلام سے ماننے کو ہی تیار نہ رہے، ایسے میں نقالوں نے اپنی دوکانیں سجا لیں، زاغوں نے عقابوں کے نشیمن پر قبضے جمائے، دین کے نام پر بھی لوٹ مار عام ہوگئی۔ درویشی بھی عیاری اور سلطانی بھی عیاری کا سماں پیدا ہوگیا۔ خدائے رحمان ورحیم نے ان حالات میں دین کی حقیقت کو عیاں کرنے، احیائے دین کیلئے دین کے ظاہر و باطن، علوم نبوت اور فیوضات و برکات نبوت سے اسلام کے پیروکاروں کو سرفراز کرنے، تمام فتنوں اور نظریات باطل کی بیخ کنی کرنے کیلئے اپنے جس بندے کو منتخب فرمایا وہ تھے مولانا اللہ یار خانؒ جو مسلکاً حنفی اور مشرباً نقشبندی اویسی تھے۔ (ماخوذ از مقالہ "مولانا اللہ یار خانؒ کی تصانیف، ایک تحقیقی جائزہ")

اکرم التفاسیر

شیخ المکرم حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

پارہ 10 سورۃ الانفال آیت 41

حیات اور موت

گزشتہ سے پیوستہ 9.12.11

اب ایسی ریاست کی بات کسی گڈریے کی جھونپڑی سے بھی پوشیدہ رہ سکتی ہے؟ اور اتنی وسیع سلطنت خلفاء راشدین ؓ کے عہد میں فتح ہوئی کہ مورخ لکھتے ہیں کہ کسی بوڑھے کی آہ، کسی عورت کی چیخ اور کسی بچے کے آنسو دکھائی نہیں دیتے کہ فاتح لشکر نے کہیں زیادتی کی ہو بلکہ غلاموں کو آزادی ملی، محکوموں کو آزادی ملی، مظلوموں کو انصاف ملا اور جہاں تک لشکر اسلام گیا وہاں تک آبادی میں عدل اور انصاف پھیلاتا چلا گیا۔ تو یہ دلیل ہے کہ تائید باری خلفاء راشدینؓ کے ساتھ تھی یعنی اسلام نے اس کو فتح قرار دیا ہے۔ تو فرمایا حق اس طرح واضح ہو جائے کہ جس نے پھر بھی کفر پر مرنا ہے اسے یہ شکوہ نہ ہو، قیامت کو یہ نہ کہے کہ مجھے کسی نے دلیل ہی نہیں دی، مجھے کسی نے قائل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ جسے حق قبول کرنا ہے اسکے پاس بھی واضح دلیل ہو جائے کہ تائید باری کس کے ساتھ ہے وہ اس کا دامن تھام سکے۔ وَ اِنَّ اللّٰہَ لَسَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ اور یقیناً اللہ سننے والے بھی ہیں اور جاننے والے بھی ہیں۔ سننا اس بات کا ہوتا ہے جو منہ سے نکلتی ہے۔ جہاں کسی کے لب ہلتے ہیں جہاں کسی کے لبوں سے کوئی آواز سرگوشی میں بھی نکلتی ہے اللہ کریم سن رہے ہیں۔ اور جو باتیں لوگ چھپا لیتے ہیں زبان تک نہیں لاتے دلوں میں دبا لیتے ہیں وہ اسے بھی جانتے ہیں۔ جاننا ہوتا ہے بھیدوں کا جاننا۔ سننا ہوتا ہے جو بات زبان پر آئے اس کا سننا۔ تو فرمایا وَ اِنَّ اللّٰہَ لَسَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ یقیناً اللہ اسے سن رہے ہوتے ہیں جو لوگ ظاہر کرتے ہیں اور جو دلوں میں چھپا لیتے ہیں اسے بھی جانتے ہیں۔ پھر وہ اسباب کیسے پیدا فرماتا ہے فرمایا اِذۡ یُرِیۡکَھُمُ اللّٰہُ فِیۡ مَنَامِکَ قَلِیۡلًا اے میرے حبیب ﷺ! جب آپ کو اللہ نے خواب میں کفار کی تعداد بہت تھوڑی اور قلیل دکھلائی۔

نبی کریم ﷺ نے خواب مبارک میں دیکھا کہ کفار کی تعداد بہت کم ہے۔ جس کی تعبیر آپ ﷺ نے فرمائی کہ انشاء اللہ کفار کو شکست ہوگی۔ وَ لَوۡ اَرٰىکَھُمۡ کَثِیۡرًا لَّفَشِلۡتُمۡ وَ لَتَنَازَعۡتُمۡ فِی الۡاَمۡرِ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ سَلَّمَ آپ ﷺ انہیں زیادہ تعداد میں دیکھتے تو لوگوں میں اختلاف رائے پیدا ہو جاتا کوئی کہتا کہ ٹھیک ہے اللہ کا حکم ہے لڑیں گے۔ کوئی کہتا کہ اللہ نے خودکشی کرنے کا حکم تو نہیں دیا۔ جب ہمیں نظر آ رہا ہے کہ ان کی تعداد اتنی زیادہ ہے تو ہمارا لڑنا محض خود کو ہلاک کرنے کے مترادف ہے۔ مقابلہ کرنا نہیں ہے تو لڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر اللہ کریم آپ ﷺ کو زیادہ تعداد دکھاتے تو وَ لَتَنَازَعۡتُمۡ فِی الۡاَمۡرِ تو اس معاملے میں باہمی تنازعہ کھڑا ہو جاتا۔ کوئی کہتا جہاد ہوگا کوئی کہتا اس سے بچنا چاہیے وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ سَلَّمَ اللہ کریم نے اس سے آپ ﷺ کو بچا لیا۔ یعنی اللہ کا یہ احسان ہوتا ہے کہ کسی کو اللہ کی نافرمانی اور حضور ﷺ کی نافرمانی سے بچنے کے اسباب پیدا کر دے۔ اللہ کا یہ بہت بڑا احسان ہوتا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں اور بارہا

یہ سننے کو ملتا ہے جس کے پاس دولت جمع ہوجائے یا کسی کے پاس اقتدار آجائے تو لوگ کہتے ہیں اس پر اللہ کا بڑا کرم ہے خواہ وہ کافر ہوجائے، بے دین ہوجائے، بدکار ہوجائے، یہاں قرآن کی یہ آیت بتارہی ہے کہ حضور ﷺ کے اتباع اور حضور ﷺ کی اطاعت میں اختلاف سے بچنا یہ اللہ کا کرم ہے۔ اللہ کی مہربانی ہی ہے کہ کسی کو نبی کریم ﷺ کی غلامی نصیب ہوجائے وہ سب سے زیادہ امیر ہے، سب سے زیادہ خوش بخت، سب سے زیادہ خوش نصیب ہے۔ جسے اللہ گناہ سے اور اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی نافرمانی سے بچالے وہ بڑا خوش قسمت ہے وہ بڑا اختادر ہے۔ فرمایا وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ سَلَّمَ کہ اللہ نے مسلمانوں کو اس سے بچالیا۔ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اس لئے کہ اللہ دلوں میں چھپے بھیدوں کو جانتا ہے، ان سے واقف ہے، وہ جانتا ہے کہ بشری کمزوریاں کیا ہیں۔ انسان کھرا بھی، مخلص بھی ہو پھر بھی انسان ہے۔ کہیں وہ مشکل دیکھے گا تو ڈر جائے گا، کہیں وہ اپنے سے زیادہ طاقت دیکھے گا تو بچنے کی کوشش کرے گا۔ یہ انسانی کمزوریاں ہیں۔ اب اللہ کریم چاہتے تھے کہ روئے زمین پر کفر کی جو بڑی سے بڑی طاقت ہے اسے پوری قوت سے شان و شوکت سے میدان میں لے آئے۔ مسلمانوں کے پاس طاقت کم ہے وسائل کم ہیں لیکن جو ہیں ان کو میدان میں لے آئے اور اللہ اپنی تائید سے کفر کا غرور توڑ دے، کافروں کو شکست دے اسلام کو غلبہ دے تاکہ حق واضح ہوجائے۔ تو فرمایا وہ دلوں کے بھید جانتا ہے اس لئے اس نے ایسی کیفیت پیدا کردی کہ اپنے نبی ﷺ کو خواب میں کافروں کی تعداد بہت تھوڑی دکھائی جس سے حضور ﷺ نے یہ تعبیر فرمائی کہ یہ شکست کھائیں گے۔ حتیٰ کہ میدان بدر میں نبی کریم ﷺ نے نشان لگا کر یہ بتادیا کہ فلاں کافر بھی قتل ہوگا، وہ اس جگہ گرے گا۔ فلاں قتل ہوگا وہ اس جگہ گرے گا، فلاں قتل ہوگا وہ اس جگہ گرے گا اور جب معرکہ ختم ہوا تو بعینہٖ جس طرح حضور ﷺ نے فرمایا تھا وہی بڑے بڑے نامور لوگ انہی جگہوں پر قتل ہوئے پڑے تھے۔ وَ اِذْ یُرِیْکُمُوْھُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْٓ اَعْیُنِکُمْ قَلِیْلًا اور جب مسلمانوں کے لشکر کا کافروں سے مقابلہ ہوا تو انہیں کافروں کی تعداد کم نظر آتی تھی۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ یہ مشرکین مکہ کا لشکر ہے یہ شاید 90 لوگوں پر مشتمل ہوگا۔ تو انہوں نے کہا 90 نہیں شاید 100 کے لگ بھگ ہوگا حالانکہ وہ ایک ہزار کا لشکر جرار تھا اور یہ کھلی آنکھوں دیکھ رہے تھے۔ تو حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ساتھی سے کہا کہ نوے کے قریب تو یہ لوگ ہوں گے اور مسلمان تو 313 تھے۔ تو اس نے کہا نہیں یار یہ سو تو لگتے ہیں سو تو ہوں گے حالانکہ وہ ایک ہزار تھے وَ اِذْ یُرِیْکُمُوْھُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْٓ اَعْیُنِکُمْ قَلِیْلًا جب آپ کا مقابلہ ہوا تو مسلمانوں کی نظر میں کافروں کی تعداد کم نظر آتی تھی وَّ یُقَلِّلُکُمْ فِیْٓ اَعْیُنِھِمْ اور انہیں مسلمانوں کی تعداد تھوڑی نظر آتی تھی بلکہ ابوجہل نے دیکھ کر کہا کہ یہ اتنے ہوں گے جتنے ایک اونٹ سے پیٹ بھر لیتے ہیں عربوں کے نزدیک ایک معیار تھا کہ اگر ایک اونٹ ذبح کیا جائے تو سو آدمی اس میں کھانا کھالیتا ہے۔ تو اس کا اندازہ بھی یہ تھا کہ یہ اتنے ہوں گے کہ ایک اونٹ سے شکم سیر ہوجائیں یعنی ان کا پیٹ بھر جائے۔ وَّ یُقَلِّلُکُمْ فِیْٓ اَعْیُنِھِمْ کافروں کو مسلمانوں کی تعداد کم نظر آتی۔ وہ دلیری سے لڑنے آرہے تھے کہ مٹھی بھر ہیں انہیں مسل دیں گے اور مسلمان بھی دلیری سے بڑھ رہے تھے کہ یہ تو ہم سے بہت کم ہیں۔ فرمایا ایسا کیوں ہوا؟ لِیَقْضِیَ اللّٰہُ اَمْرًا کَانَ مَفْعُوْلًا تاکہ اللہ جو کام کرنا چاہتا ہے اسے کر ڈالے۔ اسے انجام تک پہنچادے۔ تو ہم جو اسباب کے اسیر رہتے ہیں اسباب اختیار کرنا ضروری ہے، ترک سبب کی اجازت نہیں ہے۔ دنیا عالم اسباب ہے اور اسباب اختیار

کرنے چاہئیں لیکن بھروسہ اللہ پر ہونا چاہیے، بھروسہ اسباب پر نہیں کیا جاسکتا۔ اسباب فی ذاتہ مؤثر نہیں ہوتے۔ اسباب میں تاثیر بھی اللہ پیدا فرماتے ہیں۔ اگر اللہ چاہیں تو چیزوں کی تاثیر بدل جاتی ہے۔

مولانا رومیؒ نے کہا

چوں قضاء آید حکیم ابلہ شود
روغن بادام خشکی می دہد

روغن بادام سراسر تر ہوتا ہے لیکن اللہ کسی کو شفا نہ دینا چاہے تو وہ بھی خشکی پیدا کرنے کا سبب بن جاتا ہے۔ چیزوں کی ،اسباب کی تاثیر بدل جاتی ہے۔ ہوتا وہ ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ اسباب ضرور اختیار کئے جائیں لیکن یہ دیکھا جائے سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی ایسا سبب اختیار نہ کیا جائے جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف ہو۔ کسی غیر شرعی کام کو سبب کے طور پر اختیار کرنا بنیادی غلطی ہے۔ جو اسباب شرعاً جائز ہیں وہ ضرور اختیار کئے جائیں لیکن بھروسہ اللہ پر ہو اور دعا یہ ہو کہ اللہ جو میرے بس میں تھے وہ اسباب میں نے جمع کر لئے ہیں اب مجھے کامیابی دینا تیرے دست قدرت میں ہے میری مدد فرما، مجھے کامیاب کردے۔ اسباب پر بھروسہ نہ کرے۔ اور یہ سارے اسباب اس لئے پیدا فرمائے گئے کہ اللہ کریم جو چاہتے ہیں اسے کر ڈالیں۔ یہ اس کی اپنی مرضی کہ اس نے تیرہ برس میں مسلمانوں کو اتنا پختہ کار بنا دیا کہ وہ دنیا کا ہر ستم سہتے رہے لیکن ہاتھ سے دامانِ رسالت ﷺ جانے نہیں دیا۔ آج ہم جب بات کرتے ہیں تو ہمارا انداز یہ ہوتا ہے کہ ہم سمجھتے ہیں ہم پر وہی کرم ہونا چاہیے جو صحابہ کبارؓ پر تھا۔ آخر ہم بھی مسلمان ہیں لیکن ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ہمیں ایک چھینک بھی آجائے تو سب سے پہلے نماز چھوٹتی ہے کہ آج طبیعت خراب ہے۔ کھانا نہیں چھوٹتا، سونا نہیں چھوٹتا، اپنے کاروبار دنیاوی نہیں چھوٹتے اللہ کی عبادت چھوٹ جاتی ہے کہ آج طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور وہ، وہ لوگ تھے جن سے زندگی کا دامن چھوٹ گیا اطاعت پیغمبر نہیں چھوٹی۔ جنہوں نے جانیں دے دیں لیکن اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکام پر عمل پیرا رہے وَ اِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور فرمایا یاد رکھو! تمام کام اللہ ہی کی طرف رجوع کئے جاتے ہیں۔ کوئی کام ایسا نہیں ہے جو از خود ہو جائے یا اللہ کی پسند کے خلاف ہو جائے۔ ہوتا وہی ہے جو اللہ کریم کرنا چاہتے ہیں اور جس راستے پر کوئی چلتا ہے ایک دن اس راستے کی منزل ختم ہو جاتی ہے وہ اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے، سفر ختم ہو جاتا ہے لیکن ہر کوئی اس منزل پر پہنچتا ہے جس راستے پر وہ چل رہا ہے۔ اگر کوئی نافرمانی کے راستے پر چل رہا ہے تو دنیاوی ناکامی بھی اس کے حصے میں آئے گی اور آخرت کی ناکامی بھی۔ اور اگر کوئی اطاعت الٰہی اور اتباع رسالت کے رستے پر گامزن ہے تو وہ دنیا میں بھی کامیاب ہوگا اور آخرت کی کامیابی بھی اس کے حصے میں آئے گی۔ یہ اللہ کریم کا بنایا ہوا نظام ہے اور اس کے نظام اتنے پختہ ہیں کہ کسی کا حیلہ اس کے بتائے ہوئے نظام کو تبدیل نہیں کرسکتا۔ وہی ہوتا ہے جو وہ چاہتا ہے، ہر کام اسی کی بارگاہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور ہر کام کا نتیجہ وہی ہوتا ہے جو اللہ کریم چاہتے ہیں۔ سو اللہ کریم نے یہ واضح فرما دیا کہ میری تائید ان لوگوں کے ساتھ ہے جو عقیدے میں بھی اور عمل میں بھی میرے نبی ﷺ کا اتباع کرتے ہیں اور جو میرے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں وہ میری تائید سے محروم ہیں گویا وہ زندگی سے بے بہرہ ہیں انہیں زندگی سے آشنائی نہیں ملی۔ حیات نام ہے اتباع رسالت کا اور موت نام ہے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت سے محرومی کا۔

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

من الظلمت الی النور

گزشتہ سے پیوستہ

چوہدری ارشد اقبال کاہلوی

بعد میں جب میں سلسلہ عالیہ میں شامل ہوا تو انہوں نے میری بہت رہنمائی فرمائی اللہ پاک انہیں جزائے خیر عطاء فرمائے آمین۔ میرے بے حد اچھے اور ملنسار دوستوں میں سے ہیں۔ آج کے حالات کے بارے میں ایک شعر یاد آ رہا ہے جو آپ کی نظر ہے۔

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

میں نے 1997ء میں امام غزالی رحمتہ اللہ کی ایک تصنیف کا مطالعہ کیا تھا۔ جو میں سمجھتا ہوں۔ کہ راہ طریقت کے طالب علم کے لیے نسخہ کیمیا ہے۔ وہ کتاب میں فرماتے ہیں کہ راہ طریقت کے سفر میں بہت دشوار گھاٹیاں ہیں۔ جنہیں عبور کرنے کے لیے کسی رہبر کامل کی ضرورت پڑتی ہے۔ بغیر کسی استاد یا رہبر کے طالب علم ان دشوار گھاٹیوں کو عبور نہیں کر سکتا۔ اس لیے ضروری ہے کہ کسی رہبر کامل کو تلاش کیا جائے۔ ورنہ

رہ جاؤ گے بھنور میں کنارہ نہ ملے گا
لگاتے رہو نعرہ انا الحق سہارا نہ ملے گا

میں عرض کروں کہ جب میں نے 78-1977ء میں راہ طریقت کے اندھے کنویں میں چھلانگ لگائی۔ تو اس وقت نوجوانی کا دور تھا۔ جذبات بھی بہت تھے۔ قلب پر بہت محنت کی ذکر کے بعد جب میں مراقبے میں بیٹھتا تو بند آنکھوں کے پیچھے سے ایک ہلکی سی روشنی ضرور نظر آتی پھر گھپ اندھیرا۔ لیکن یہ اندھیرا اس وقت چھٹا جب میں 2000ء میں حضرت مولانا اکرم اعوان مدظلہٗ کے ہاتھ پر سلسلہ اویسیہ میں شامل ہوا۔ پہلے ہی ذکر میں اندھیرا چھٹ گیا۔ زندگی کا رخ بدل گیا۔ دل میں اسلام کی عظمت جاگزیں ہوگئی۔ سنت مبارکہ سے محبت ہوگئی۔ نمازوں کی ایسی پابندی شروع ہوئی کہ اس وقت سے لے کر آج تک کبھی نماز نہیں چھوڑی۔ الحمد للہ، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اسلام کی حقانیت مجھ پر آشکار کر دی۔ نبی ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے کہ مومن اور کافر میں فرق کرنے والی چیز نماز ہے یا اس مفہوم سے ملتا جلتا دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔ قرآن کریم میں بھی بار بار تاکید ہے۔ کہ نماز قائم کرو۔ نماز میں ایک مزہ ہے، ایک چاشنی ہے، خشوع و خضوع ہے، ایک انہماک ہے، ایک تعلق ہے اللہ اور بندے کا۔ اس تعلق کو مضبوط اور قائم رکھنے کے لیے نماز ہے۔ اس ذات اقدس سے آشنائی ضروری ہے۔ اسے پانے کے لیے قیام وجود کرنا ہوگا ورنہ بات نہیں بنے گی۔ حضور ﷺ کی نمازوں پر غور کریں۔ صحابہ کرام ؓ کی نمازوں پر غور کریں ان کے کیا مشاہدات تھے۔ کیا

نمازیں تھیں کہ پوری رات قیام وسجود میں گزار دیتے تھے۔ ساری ساری رات گزر جاتی انہیں پتہ ہی نہ چلتا کہ رات گزر گئی۔ امی عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں۔ آپ ساری ساری رات سربسجود رہتے ہیں، پاؤں مبارک ورم آلود ہوجاتے ہیں، خون رسنا شروع ہوجاتا ہے۔ آپ تو اللہ کے سچے نبی ہیں۔ بڑی پیاری بات فرمائی اے عائشہ کیا میں اپنے رب کا اچھا بندہ نہ بنوں۔ سبحان اللہ۔ صحابہ کرامؓ کا ذکر کیجئے تو پتہ چلتا ہے کہ نمازوں میں ساری ساری رات قرآن پڑھتے تھے۔ اللہ اللہ کیسے کیسے لوگ تھے اور ہم کیا ہیں۔ اسی طرح کے واقعات سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔ دوستو! ہمیں غور کرنا چاہیے کہ کیا ہمیں بھی ایسی نمازیں چاہئیں یا ہمیں صرف اٹھک بیٹھک کرنی ہے۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ ایسی نمازوں کے لیے ہمیں مقام معیت باری تعالیٰ کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ ایسے ہی ٹامک ٹوئیاں مارتے رہیں گے۔ اور موت آپکڑے گی۔ انسان کف افسوس ملنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکے گا۔ غور کیجئے۔ بات کہیں سے کہیں نکل گئی۔ اس دوران مجھ پر ایک جنون سوار ہوگیا۔ کہ انشاء اللہ میں بھی روحانی بیعت کے لیے کوشش کروں گا۔ چونکہ ہمارے تمام سینئر ساتھی اس سعادت سے بہرہ مند ہوچکے تھے۔ اس مقصد کے لیے سلسلہ عالیہ سے جو احکامات تھے انہیں غور سے سنا سینئر ساتھیوں سے مشورہ کیا۔ اس کا طریقہ کار معلوم کیا اور پھر عمل درآمد شروع کردیا۔ اور پھر میں تیاری کے بعد پینل کے سامنے پیش ہوا۔ تو دو چیزیں سامنے آئیں کہ ابھی تک میری داڑھی شریعت کے مطابق نہیں تھی۔ دوسرا میرے اسباق مسجد نبوی تک نہیں تھے اور تیسرا میں نے معیت روزہ کورس نہیں کیا تھا اور چوتھا میری ظاہری بیعت کو ابھی تھوڑا عرصہ گزرا تھا۔ معیت روزہ کورس سالانہ اجتماع میں ہونا تھا۔ اب میں نے سالانہ اجتماع کا انتظار شروع کردیا۔ دن مہینوں میں ڈھلے اور رمضان شریف آگیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ سنت اعتکاف دارالعرفان منارہ میں کروں گا۔ کیونکہ کئی سینئر ساتھی اعتکاف کے لیے ہر سال منارہ جاتے تھے۔ جب وقت مقررہ آیا تو باقی ساتھیوں کے ساتھ میں بھی سنت اعتکاف کے لیے منارہ پہنچ گیا۔ دارالعرفان منارہ میں اعتکاف شروع ہوگیا۔ سحری کے بعد سارا دن ذکر اذکار جاری رہتے۔ بہت سینئر ساتھیوں کی رفاقت ملی۔ بہت رہنمائی ملی۔ اللہ پاک انہیں جزائے خیر عطاء فرمائے۔ اعتکاف میں شب قدر بھی نصیب ہوئی یہ اللہ پاک کا خصوصی احسان تھا کہ ہمیں یہ شب نصیب ہوئی۔ الحمدللہ۔ میرے دل میں ایک شوق پیدا ہوا کہ اللہ کرے کہ سلسلہ عالیہ میں اللہ پاک مجھے میرا مقام دکھا دیں۔ جو اگر کوئی ہے تو نماز عشاء کے ذکر کے بعد اور تسبیحات کے بعد تھوڑی دیر لیٹ گیا۔ آنکھ لگ گئی۔ رات کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں روضہ رسول ﷺ کے سامنے ہوں۔ داہنی طرف مسجد نبوی ہے۔ اور عین روضہ رسول ﷺ کے سامنے جہاں سے سبز گنبد اور مینار ایک ساتھ نظر آرہے تھے۔ اس جگہ میں شیخ المکرم مولانا محمد اکرم اعوان کے داہنے ہاتھ کے نیچے کھڑا ہوں اور میرا قد حضرت کے گھٹنوں تک تھا۔ یعنی حضرت کے پاؤں'' سے لے کر گھٹنے تک۔ حالانکہ جسمانی لحاظ سے میرا قد ''5-10'' ہے اور

حضرت جیؒ کا قد 7 فٹ یا اوپر ہوگا۔ سبحان اللہ دوستوں آپ حضرت کی روحانی بلندی کا اندازہ اس چیز سے لگا سکتے ہیں۔ کہ اللہ پاک نے کتنی بڑی روحانی بلندی سے نوازہ ہے۔ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ پاک نے ہر ایک جو سلسلہ عالیہ سے منسلک ہے کو کسی نہ کسی روحانی درجہ پر رکھا ہوا ہے۔ جتنی اس میں استطاعت ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ میرے شیخ اس وقت روئے زمین پر اللہ پاک کا انمول تحفہ ہیں۔ جو برکات نبوی ﷺ دونوں ہاتھوں سے لٹا رہے ہیں۔ یہ اپنے اپنے مقدر کی بات ہے حضرت جیؒ اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ ہم سے حاصل تو وہ کرے گا جو اپنا پیالہ سیدھا لے کر آئے گا اگر پیالہ ہی الٹا ہو تو لینے والا کیا حاصل کر پائے گا۔ حضرت جی کا ایک شعر عرض ہے۔

محبت میں جلا کرتے ہیں جل کر گر نہیں جاتے
نہیں رہتی تپش کوئی کبھی باقی شہابوں میں

سنت اعتکاف میں ہمارے علاوہ کافی تعداد میں ساتھی تھے۔ مسجد کی بالائی منزل اعتکاف والوں سے بھری ہوئی تھی۔ دارالعرفان میں شیڈول کے مطابق ذکر اذکار اور باقی تعلیمات جاری رہیں۔ 10 دن پلک جھپکتے ہی گزر گئے۔ ہمیں اس وقت پتہ چلا جب چاندرات پر اعلان ہوا کہ چاند نظر آ گیا ہے۔ اعتکاف ختم ہوا۔ حضرت جی نے الوداعی ملاقات فرمائی۔ سب سے فرداً فرداً ہاتھ ملایا۔ ہمیں اعتکاف کی مبارک باد دی اور ہدایت فرمانے لگے کہ اعتکاف کے دوران آپ لوگوں نے یہاں پر جو کچھ حاصل کیا ہے اس کی حفاظت اب آپ کے ذمے ہے۔ اپنے اخلاق اور کردار سے ثابت کرنا کہ کیا کچھ حاصل ہوا ہے۔ الحمدللہ اعتکاف کے بعد تمام ساتھی اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ واپسی پر کچھ بد نظمی نظر آئی ہر کوئی بسوں اور ویگنوں میں سوار ہونے کی پہلے کوشش کر رہا تھا۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ عیدالفطر والے دن صبح 4/5 بجے ہم اپنے گھر پہنچے۔ فجر پڑھ کر لیٹ گئے۔ ایک ڈیڑھ گھنٹہ آرام کیا اور پھر عید کی نماز کی تیاری میں لگ گئے۔ عید گزری دوست احباب سے ملے والدہ سے گاؤں جا کر ملاقات کی اور اگلے دن جب فجر کے لیے بیدار ہوا تو عجیب کیفیت تھی۔ انوارات الٰہی کی بارش ہو رہی تھی۔ جسم میں تپش محسوس ہو رہی تھی۔ ہر طرف ہر سو زمین آسمان در و دیوار انوارات الٰہی سے پر نظر آ رہے تھے۔ جس سمت نظر اٹھتی اسم اللہ دکھائی دیتا۔ میں حیران تھا۔ اپنے جسم کے روئیں روئیں پر اسم الٰہی نظر آ رہا تھا۔ نماز باجماعت تو امام صاحب کے ساتھ پڑھی جاتی جب سنت نوافل پڑھتا تو رکعت ہی بھول جاتا۔ سجدے یاد نہ رہتے کہ ایک سجدہ کیا ہے یا دو دل میں ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا۔ ایسے ایسے مشاہدات ہونے لگے جو یہاں بیان نہیں کیے جا سکتے۔ جمعتہ المبارک کے روز میں غسل کے لیے واش روم میں داخل ہوا۔ تو ننگے جسم پر نظر ڈالی ننگے جسم پر بھی اسم الٰہی ہر روئیں پر لکھا نظر آ رہا تھا۔ جب غسل کے بعد مسجد گیا تو وہاں بھی در و دیوار ایسے ہی مشاہدے سے مزین تھیں۔ مسجد سے باہر آیا تو بھی وہی کیفیت طاری تھی میں سمجھ گیا۔ یہ اللہ پاک کا خاص فضل ہے، اس کی عطاء ہے، اس کا لطف و کرم ہے۔ اس کے لطف و کرم کی کوئی انتہا نہیں چونکہ کبھی غور نہیں کیا تھا۔ کہ قدرت نے انسان کے

چاروں طرف رنگ ہی رنگ بکھیرے ہوئے ہیں۔ آسمان کو دیکھا تو رنگ تھے۔ قوس قزح پر نظر گئی تو کئی رنگ تھے، ستاروں بھری رات دیکھی تو اس کے اپنے نظارے تھے۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ ستارے آپس میں محوِ گفتگو ہیں، پرندوں پر نظر گئی تو رنگوں کی بہار، پھولوں کو دیکھا تو خوبصورت رنگ، مچھلیوں کا مشاہدہ کیا تو سمندر کی تہہ میں بھی قدرت کی کاری گری نظر آئی۔ ان تمام چیزوں پر غور کیا تو اللہ کی ہیبت و کبریائی دل پر طاری ہوگئی۔ اللہ کی عظمت کا احساس دل میں شدت سے بیٹھ گیا۔ انبیاء علیہ السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے تذکرے پر آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور شیخ مکرم کی نظر ہے۔ جس نے سیراب کر دیا۔ الحمدللہ میں قارئین کرام کی خدمت میں شیخ مکرم کی نظم پیش کرتا ہوں۔

پھر آئی بہاراں ذرا مجنوں کو صدا دو
بے تاب ہیں پروانے کوئی شمع جلادو
پھر بزم میں ہوں گے یہاں عشاق کے چرچے
غیروں کے طلبگار کو محفل سے اٹھادو
آؤ کہ در یار سے آتی ہیں صدائیں
گر وصل کے طالب ہوتو مقتل کو سجا دو
جو خون ابلتا ہے رگ و جان کے اندر
اس خوں کو محبوب کے قدموں پہ لٹا دو
کٹ جاؤ مگر پاؤں میں لغزش نہ آئے
جاں ہار کے پھر قوم کی قسمت کو جگادو
کتنا ہے گلا مسلم مظلوم کا ہر جا
اٹھو سر میداں یہ سب ظلم مٹا دو
بارود کے اس ڈھیر پہ ہے کفر کی سرکار
ایماں کے اشارے سے اسے شعلہ دکھا دو
کرو اس کی مٹی پہ دین کو نافذ
یوں نام محمد ﷺ سے گلستاں کو سجادو
سیماب ہیں اس بات کے دونوں سلیقے
عظمت یا شہادت ہی سے منزل کا پتہ دو

دوستو اور ساتھیو! حضرت جی کا سارا کلام ہی معرفت سے پر ہے، اگر پڑھنے والے میں ظرف ہو تو بہت کچھ اس پر عیاں ہو جائے گا۔ باقی اپنے اپنے نصیب کی بات ہے۔ کوئی ہدایت یافتہ ہو جاتا ہے اور کوئی بدنصیب گمراہ۔ میں حضرت جی کے بلند قامتی کے چند واقعات آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ سو دوستو میرے من میں ایک دھن سوار ہوگئی کہ مجھے روحانی بیعت سے سرفراز ہونا ہے۔ اس کے لیے کوشش کرنی ہے۔ میں نے ذکر الٰہی صبح دوپہر شام نماز تہجد کی باقاعدہ ادائیگی کا اہتمام شروع کر دیا۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں جب تک سالک نماز تہجد نفل ہونے باوجود اپنے پر فرض نہیں کر لیتا روحانی ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتا۔ سالانہ اجتماع آنے سے پہلے خوب محنت کی تیاری کی درود پاک تسبیحات اور وظائف کی پابندی جاری رکھی۔ خدا خدا کر کے سالانہ اجتماع آیا۔ میں دوسرے احباب کی طرح دارالعرفان منارہ پہنچ گیا۔ فوراً ہشت روزہ کورس میں داخلہ لیا۔ کیونکہ معلوم ہو چکا تھا کہ روحانی

ترقی کے لیے شریعت کی معلومات پر مبنی کورس ضروری ہے میرے علاوہ کورس میں بہت سے احباب تھے۔ ایک بہت ہی سینئر ساتھی نے ہماری کلاس سنبھال لی۔ کورس شروع ہو گیا۔ دوران کورس ہمیں قرآن و احادیث اور شریعت کے بارے میں احکامات پڑھائے گئے۔ خوب ذکر اذکار کروائے گئے۔ آٹھ دن کے بعد امتحان لیا جانا تھا۔ ہم سب نے خوب محنت سے تیاری کی۔ دوران کلاس، ٹیچر نے ہمیں ایک ایسی بات بتائی جس سے ہمارے اندر ایک خوف پیدا ہو گیا۔ ہمارے استاد نے ہمیں بتایا کہ روحانی بیعت کے بعد اگر کوئی گناہ کرو گے تو وہ گناہ ڈبل شمار ہو گا۔ اس کی سزا بھی دوگنی ہو گی۔ یہ شاید انہوں نے ہماری اصلاح یا ڈرانے کے لیے کہا ہو کہ انسان روحانی بیعت کے بعد گناہ سے باز رہے۔ لیکن حقیقت میں میں تو دل میں خوف زدہ ہو کر رہ گیا۔ اس وقت میں نے خیال کیا کہ میں ایک انسان ہوں۔ غلطی ہو سکتی ہے۔ میرے گناہ تو پہلے ہی بے شمار ہیں۔ روحانی بیعت کے بعد گناہ کی ڈبل گنتی ہو گی تو کیا بنے گا۔ سو میں نے دل میں روحانی بیعت کا ارادہ ترک کر دیا۔ آٹھ دن کے کورس کے بعد امتحان ہوا۔ اچھے نمبروں سے امتحان پاس کیا حضرت جی کے دست مبارک سے سند ملی بے حد خوشی ہوئی۔ جمعہ کے روز ہمارے ضلعی امیر قبلہ حکیم محمد صادق صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر سلیمی صاحب مجھے پکڑ کر ان کی خدمت میں لے گئے اور انہیں میرے کورس کے متعلق بتایا اور میری اگلی روحانی ترقی کے لیے درخواست گزاری۔ قبلہ حکیم صاحب نے غور سے میری طرف دیکھا اور مسکرائے اور فرمانے لگے۔ ٹھیک ہے آپ مسجد کے اندر چلیں۔ کچھ دیر بعد قبلہ حکیم صاحب مسجد کے اندر تشریف لائے۔ ہمیں لے کر مسجد کے ایک گوشے میں چلے آئے۔ مجھے اپنے سامنے بیٹھا لیا۔ اور فرمایا آنکھیں بند کرو اور قلب پر اپنا دھیان مرکوز کرو۔ میں نے آنکھیں بند کر کے اپنا دھیان اپنے قلب پر مرکوز کیا۔ میں نے اپنا دھیان قلب پر رکھا۔ میرا خیال ادھر ادھر جا رہا تھا۔ فرمانے لگے اپنا دھیان ادھر اُدھر مت ہٹاؤ۔ میں نے جب پوری توجہ اپنے سبق پر رکھی۔ تو میرے کانوں میں آواز آئی چلو مسجد نبوی، روضہ رسول اور پھر سبق مسجد نبوی تک پہنچا دیا۔ میں بے حد خوش تھا۔ یقین کیجئے میں اس مقام کی لذت آج تک نہیں بھول سکا۔ بعد میں سلیمی صاحب نے مجھے مبارک باد دی اور کہنے لگے اب روحانی بیعت کے لیے منازل پوری ہو چکی ہیں۔ آپ روحانی بیعت کی تیاری کرو۔ لیکن میں اندر سے ڈر چکا تھا۔ حالانکہ روحانی بیعت کی شدید خواہش دل میں موجود تھی۔ جمعۃ المبارک پڑھنے کے بعد حضرت جی سے مصافحہ کیا اور ڈاکٹر صاحب کو واپسی کی اطلاع دی۔ وہ بہت حیران ہوئے۔ لیکن میں واپسی کا فیصلہ کر چکا تھا میں واپس آ گیا۔ میں دوستوں سے ایک گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ المرشد رسالہ دینی رسالوں میں ایک اہم سنگ میل ہے۔ ضرور مطالعہ فرمائیں۔ معلومات زندگی جاری رہے۔ میرا جانا دارالعرفان میں ہوتا رہتا ہے۔ ایک دن دوران خطاب حضرت شیخ المکرم نے بیعت رضوان کا واقعہ بیان فرمایا۔ اور رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بھی نقل فرمایا کہ آج میرے ہاتھ پر بیعت کرنے والے تمام کے تمام جنتی ہیں۔ حالانکہ صحابہ کرام ؓ نے اپنی باقی زندگی اسی دنیا میں

گذاری اور وہ دنیا میں رہنے کے باوجود بھی جنتی ہی رہے۔ میں نے جب اس چیز پر غور کیا یہ تجربہ سامنے آیا کہ نبی ﷺ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کے بعد کوئی بھی صحابی دنیا میں باقی زندگی گزار کر جنتی رہ سکتا ہے کیونکہ حفاظت فرمانے والی ذات اسے اپنی رحمت کی آغوش میں لے لیتی ہے تو گناہ کرنا محال ہو جاتا ہے اور اگر مجھ جیسا گناہ گار بھی نبی ﷺ کے دست مبارک پر روحانی بیعت کرے گا تو وہ بھی تقریباً اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت میں آ جائے گا اور اللہ کی حفاظت میں چلا جائے گا۔ جب یہ عقیدہ مجھ پر آشکار ہوا تو میں دوبارہ روحانی بیعت کے حصول کی خاطر کمربستہ ہو گیا ہوں اور انشاء اللہ یہ مقام بھی اگر اللہ کو منظور ہوا تو حاصل ہو ہی جائے گا اور وہ تقریباً میری زندگی کا انمول دن ہوگا۔ کوئی 2 سال پہلے کی بات ہے کہ میں سالانہ اجتماع میں شریک ہوا۔ اجتماع کے دوسرے ہفتے کے آخر میں میں دارالعرفان میں موجود تھا۔ ذکراذکار اور تعلیمات دین کا دور چل رہا تھا اور طالبان حق اپنی علمی پیاس بجھا رہے تھے اس دن پتہ چلا کہ فلاں فلاں ساتھی آج روحانی بیعت سے سرفراز ہوں گے۔ تمام روحانی بیعت والے ساتھیوں کو ایک ہی صف میں بیٹھا دیا گیا۔ باقی احباب بھی ذکر میں شامل تھے۔ مسجد میں بھاری تعداد میں احباب تھے۔ میں بھی صف میں روحانی بیعت والے ساتھیوں کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔ دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اور دل میں یہ خواہش تھی کہ کاش میرا نام بھی آج روحانی بیعت والے ساتھیوں میں شامل ہوتا۔ حضرت جی نے ذکر شروع کروا دیا پہلا لطیفہ "قلب" میں نے بھی پوری توجہ اور یکسوئی سے ذکر شروع کر دیا

ایسا محسوس ہو رہا تھا۔ کہ آج کچھ اور ہی بات ہے۔ جیسے جنون جاری ہو جاتا ہے دوسرا لطیفہ "روح"، تیسرا لطیفہ "سری"، چوتھا لطیفہ "خفی"، پانچواں لطیفہ "اخفاء" ذکر عروج پر تھا۔ مسجد کے ہال میں تیز خوشبو پھیل گئی۔ جیسے کسی نے خوشبو کی ہوا چلا دی ہو۔ خوشبو کسی عطر یا پرفیوم یا سینٹ وغیرہ جیسی نہیں تھی۔ یہ خوشبو اپنی مثال آپ تھی۔ خوشبو اس دنیا کی نہیں تھی۔ چھٹا لطیفہ "نفس" آواز آئی ذکر الٰہی زوروں پر تھا۔ لمحہ لمحہ قیمتی تھا۔ کسی چیز کا ہوش نہیں تھا سوائے اللہ کے ذکر کے، سانس تیزی سے چل رہے تھے۔ اللہ کا نام جسم کے رویں رویں میں اترتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ کیا کیف کیا سرور تھا۔ ساتواں لطیفہ "سلطان الاذکار" پکارا گیا۔ آج تو ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ جسم اور روح جیسے ہواؤں میں اڑ رہے ہیں۔ ذکر سے کوئی تھکاوٹ یا تھکان محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ پوری توجہ اور پورا دھیان ذکر قلب پر تھا۔ پہلا لطیفہ، حضرت جی کی آواز آئی قلب پر توجہ مرکوز ہو گئی ذکر جاری رہا۔ ذاکرین کا جوش آخری حدود کو چھو رہا تھا۔ حضرت جیؒ کی آواز آئی، روک لیں۔ گہرا سکوت، دھیان قلب پر، ذکر ختم گیا۔ مراقبہ شروع ہو چکا تھا۔ جسم و روح پر نہایت اطمینان، سانس جیسے ہی اعتدال پر آئی حضرت جی کی آواز آئی مراقبہ "احدیت" سبحان اللہ کمال ہو گیا۔ عرش عظیم کا ایک کنارہ پائے مبارک سمیت میری بند آنکھوں سے روحانی طور پر نظر آ رہا تھا۔ عجیب منظر تھا۔ سارا منظر تو شاید قلم بند کرنا مناسب نہ ہو۔ عرش باری تعالیٰ کا ایک کنارہ پائے سمیت میرے سامنے تھا۔ لاتعداد فرشتے سفید نورانی چہروں والے پائے کو ہاتھوں میں تھامے ہوئے تھے۔ فرشتوں کے صرف چہرہ اور

ہاتھ کھلے نظر آ رہے تھے۔ باقی سر سے پاؤں تک سفید نورانی عباء میں ڈھکے ہوئے تھے۔ عرش کا پایہ نیچے کی طرف رخ پر تھا۔ اور فرشتے نیچے کی طرف پائے کے ساتھ ساتھ تھے۔ سبحان اللہ بے شک اللہ کی کبریائی ہر چیز پر حاوی ہے۔ جو روح کی سرشاری تھی وہ بیان سے باہر ہے۔ آج احساس ہو رہا تھا کہ تمام زندگی رائیگاں ہی گزار دی۔ خوامخواہ دائیں بائیں ٹامک ٹوئیاں ہی مارتے رہے۔ ایسا منظر تھا جو بیان نہیں کیا جا سکتا وہاں کوئی سورج نہیں تھا لیکن پھر بھی سفید نورانی روشنی ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔ عرش الٰہی نورانی غلاف میں لپٹا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ حضرت جی کی آواز سماعت ہوئی۔ مقام ''معیت باری'' وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ یہ منظر بھی بیان سے باہر تھا۔ اللہ کے نام کی ضیاء پاشیوں سے سب کچھ منور ہو گیا۔ نظر اٹھانے کی تاب نہیں تھی۔ بس یہ محسوس ہو رہا تھا کہ پوری کائنات کا نظام اللہ تعالیٰ نے اس عرش کے نیچے ہی استوار فرمایا ہے۔ بس عرش سے اوپر کیا تھا۔ یہ تو میرا رب ہی جانتا ہے۔ حضرت جی کی آواز آئی ''مقام اقربیت'' وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ایسے ہی مناظر آنکھوں کے سامنے رہے۔ پھر حضرت جی کی آواز آئی چلو سیر کعبہ۔ خانہ کعبہ بالکل آنکھوں کے سامنے، حجر اسود کی طرف والا کونہ سامنے تھا۔ لیکن سچ پوچھیں تو میں عرش باری تعالیٰ کے سحر میں ڈوبا ہوا تھا۔ بس وہ کیف سرشاری بیان سے باہر ہے۔ پھر حضرت جی کی آواز آئی طواف کعبہ مدہوشی سی طاری تھی۔ کچھ وقفہ کے بعد حضرت کی آواز آئی ''روضہ اطہر'' یعنی روضہ رسول ﷺ۔ عرش عظیم کا سحر ٹوٹ گیا اور میری روح باقی ارواح کے ساتھ روضہ رسول ﷺ کی سنہری جالی کے سامنے دو زانو تھی۔ روضہ اطہر کے اندر نورانی روشنی پھیلنی شروع ہو گئی۔ اور روشنی بڑھتے بڑھتے روضہ اطہر نورانی روشنی سے منور ہو گیا۔ اور روشنی روضہ اطہر کی جالیوں سے پھوٹ کر باہر نکل رہی تھی۔ بس وہ منظر میری آنکھوں سے کبھی اوجھل نہیں ہوتا۔ اس واقعہ سے آپ حضرت شیخ المکرم کی روحانی بلندی اور اللہ پاک کی ان پر خاص رحمت اور نوازشات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ایک شعر عرض ہے۔

رہ نہ جائے کوئی حسرت دل میں باقی
آؤ کہ اک شام صنم کے نام کریں

بے شک میں روضہ اطہر کے اندر نہیں گیا۔ لیکن مجھے فخر ہے کہ حضرت جی کی روحانی قوت کے سہارے اللہ پاک نے مجھے ارواح مبارکہ کی زیارت نصیب فرما دی۔ میں اللہ پاک کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ میں اپنے قارئین سے گذارش کرتا ہوں کہ میری صحت کی دعا فرما دیں۔ اور میرے لیے یہ بھی خصوصی دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے روحانی بیعت کی سعادت سے بہرہ مند فرمائے۔ بے شک میں ہارٹ اٹیک کے بعد جسمانی طور پر بھی کمزور ہو چکا ہوں اور ذکر اذکار بھی اس حساب سے نہ کر سکوں شاید بس اپنے رب سے امید ہے کہ وہ اپنی رحمت سے یہ سنگ میل عبور کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین اور میں اپنے رب کا شکر گزار ہوں کہ اس نے کسی حد تک مجھے یہ مضمون پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق دی۔ اور آئندہ بھی مجھے لکھنے کی توفیق دے۔

آمین ثم آمین

جلسہ بعثتِ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

(فیصل آباد) خطاب: ملک عبدالقدیر اعوان 19-02-2012

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ ۔ اَمَّا بَعْدُہٗ ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْکَرِیْمِ وَ الْفُرْقَانِ الْحَمِیْد ـ"مُحَمَّد" رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضْوَانًاز سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْد ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَ مَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّ اَجْرًا عَظِیْماً ۔

... وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ تَعْبُدَاللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ ۔(صحیح بخاری)

اَللّٰھُمَّ سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْم ۔مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًاط عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ ذَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ ۔

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوا عَلَیْہِ وَ آلِہٖ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ ۔

الحمد للہ ، اللہ جل شانہٗ کا شکر گزار ہوں کہ اُس نے ہمیں اِس خطۂ زمین پر اپنے نام اور اپنے حبیب ﷺ کے نام پر جمع فرمایا میں یہ دیکھتا ہوں کہ سفر کی تکلیف ، پھر جہاں آپ تشریف فرما ہیں ، سورج آپ کے بالکل اپوزٹ (Opposite) ہے لیکن ایک چیز ، ایک خوشخبری جو احادیث شریف کی روشنی میں اُن اجتماعات کو حاصل ہے جو فقط اللہ کی رضا کے لیے منعقد ہوتے ہیں مفہومِ عالی ہے اللہ نے فرشتوں کی ایک ایسی جماعت معین فرمادی ہے جو زمین پر پھرتے ہیں اور ایسی محافل کو دیکھتے ہیں جو فقط اللہ کی رضا پر اور اُس کے ذکر کے لیے سجائی جاتی ہیں اور جب کہیں کسی جگہ ایسی محفل وہ پاتے ہیں تو اپنے ذمے دار فرشتوں تک اس کی اطلاع پہنچاتے ہیں اور جب تک اس محفل کا تسلسل رہے تب تک ان کی تعداد بڑھتی چلی جاتی ہے ، بڑھتی چلی جاتی ہے اور جب اختتام ہوتا ہے ، ربّ العالمین کہ جس طرح اُس کی ذات لامحدود اسی طرح صفاتِ باری تعالیٰ لامحدود ہیں اُس کی ذات علیم ہے اس کے باوجود ، ان فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے یہ ارشاد ہوتا ہے کہ آج تم نے کیا دیکھا؟ وہ عرض کرتے ہیں اے بارِ الٰہا! فلاں جگہ تیرے نام پر تیری مخلوق اکٹھی تھی اس دریافت پر ربّ العالمین ارشاد فرماتا

ہے کہ گواہ رہنا میں روزِ محشر انہیں بخشتا ہوں وہ عرض کریں گے بارِ الٰھا! وہاں کئی لوگ اتفاقاً اپنے کسی کام سے بھی آئے بیٹھے تھے لیکن ارشاد ہوتا ہے کہ تم گواہ رہنا کہ میں سب کو بخشتا ہوں تو وہ قید وبند، ربّ العالمین ختم فرما دیتا ہے جو اُس کے نام پر سجی ہوئی محفل میں حاضری ہوتی ہے اُس کی ایک ایک تکلیف، اُس کی ایک ایک گھڑی کی مشکل، ربّ العالمین وہاں آسانیاں فرما دے گا جہاں ہر ایک کو مشکل نظر آئے گی۔ میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی آیہ کریمہ جو تلاوت کی ہے وہ سورۃ فتح سے ہے صلح حدیبیہ سے واپسی پر جب یہ تاثر تھا کہ مسلمانوں کے ساتھ جو شرائط کفار نے طے کی ہیں شاید کفار شرائط میں بھاری ہیں ان شرائط کا نقصان شاید مسلمانوں کو ہوگا اُس واپسی کے سفر پر مدینہ منورہ کے مضافات کے قریب اس سورۃ مبارک کی آیات کا نزول شروع ہوا اور اس کی آخری آیات میں آقائے نامدار ﷺ کی عظمت اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ہستیاں، ربّ العالمین اپنے ارشاد سے عیاں فرماتا ہے

مُحَمَّد" رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول، آپ ﷺ کا نامِ مبارک قرآن کریم میں جہاں بھی رب العالمین نے بیان فرمایا اوصاف حمیدہ بیان فرمائے لیکن یہاں پہ اکتفا فرمایا محمد رسول اللہ درجۂ رسالت تمام امور کا احاطہ فرماتا ہے رسالت وہ عظیم ترین حیثیت ہے کہ تمام مدارج، تمام اوصافِ حمیدہ اس کے اندر آجاتے ہیں تو یہاں پر رب العالمین نے جب یہ ارشاد فرمایا کہ محمد رسول اللہ تو اوصافِ حمیدہ بیان فرمانے کی ضرورت نہ رہی۔

اگلا حصہ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ وہ لوگ جو آپ ﷺ کے ساتھ ہیں وہ کیسے ہیں سخت ہیں متشدد ہیں کفار کے لیے رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ لیکن اتنے ہی نرم دل اور محبت رکھتے ہیں رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ محبت رکھتے ہیں آپس میں مسلمان بھائیوں کے ساتھ وہ کیوں فرماتے ہیں تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضْوَانًا تو جب انہیں دیکھے رکوع وسجود میں؟ کس لیے؟ کفار سے سختی کیسی؟ آپس میں پیار کی وجوہات؟ تو جب دیکھے رکوع اور سجود میں کیوں؟ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضْوَانًا فقط اللہ کی رضا اور اُس کا فضل درکار ہے سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ میں یہ چاہتا تھا کہ اِس آیہ کریمہ کا ترجمہ بیان کر کے مدعا بیان کروں، لیکن گفتگو کے ساتھ ساتھ انشاء اللہ ترجمہ بھی عرض کرتا جاؤں گا اس کے بعد میں نے حدیث جبرائیل آپ کے سامنے پیش کی، اسے اُس موقع پر بیان فرمایا جاتا ہے کہ جب دین کی تکمیل ہو چکی، اور آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین تشریف فرما ہیں وہ خوبصورت محفل سجی ہے ایک اجنبی داخل ہوتا ہے اور داخل ہو کے وہ آپ ﷺ کے انتہائی قریب بیٹھتا ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ناگوار گزرتا ہے کہ اتنا قریب ہو کر بیٹھ کے یہ بے ادبی کی حد کو چھو رہا ہے،، یوں کیوں بیٹھ رہا ہے یہ اجنبی لیکن جرأت نہیں، کہ نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں اُس اجنبی نے کچھ سوال کیے اور اُس کے جواب میں لمبی حدیث ہے آپ ﷺ نے سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے اور جب درجۂ احسان کا سوال کیا گیا تو تب آپ ﷺ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے کہ ایمان کا درجہ، درجۂ احسان وہ ہے کہ جب انسان اللہ کے حضور سر بسجود ہو تو وہ یہ دیکھے اور یہ سمجھے کہ میں اپنے ربّ کو دیکھ کر سجدہ کر رہا ہوں اور اس درجے کو نہیں پاتا تو کم از

کم یہ احساس ضرور اُس کے اندر ہو کہ میرا ربّ تو مجھے دیکھ رہا ہے۔

آج کا موضوع بعثت رحمت عالی ﷺ، ماہِ مبارک ربیع الاول کا، ربیع الاول کے ماہِ مبارک میں اس دفعہ اس سے پیشتر وطن عزیز کے مختلف شہروں تک سفر کرنے کا موقع ملتا ہے اور جگہ جگہ یہ احساس تازہ ہوتا ہے ہر چوک ہر چوراہا یہ احساس دلاتا ہے کہ یہاں بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت کرنے والے بستے ہیں انسان جس جس بستی جس جس علاقے جس جس چوراہے سے گزرتا ہے اسے یہ احساس ملتا ہے کہ کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی حوالے سے اس موضوع پر تحریر ملتی ہے تو سمجھ آتی ہے کہ ملک کے طول وعرض میں، آج اس دور میں، آج ان تمام خرافات کے ہوتے ہوئے، تمام کمزوریوں کے ہوتے ہوئے، آج کا یہ انسان جو اس دُنیا کی زندگی میں محو ہو گیا اس تمام محویت کے باوجود جب ماہِ مبارک ربیع الاول آتا ہے تو ہر ایک اپنے اپنے انداز سے اظہارِ محبت کرتا ہے، اللہ ان تمام حضرات کا اظہارِ محبت قبول فرمائے اور ان کے اندر خلوص عطا فرمائے۔ بات جو بعثت رحمت عالی کی جو آپ دیکھتے ہیں سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے اس پلیٹ فارم سے، تو یہاں یہ انسان سوچتا ہے کہ اس ماہِ مبارک میں ولادت باسعادت کی بات تو سنی ہے یہ وہ ماہِ مبارک ہے کہ جس میں نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارک ہوئی وہ ماہِ مبارک ہے کہ جس کا ایک دن جس کے دن کا وہ وقت وہ لمحے وہ گھڑی جو ولادت باسعادت کی ہے اُسی خوشی کو منایا جائے اس کی اُس خوشی کے موقعہ کو منانے کا انداز سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے احباب نے بعثت رحمت عالی منانے سے کیا ہے وجہ؟

حاضرین محفل! اللہ کا احسان ہے اللہ نے ہماری زندگیوں میں ایک دفعہ پھر ہمیں موقع دیا کہ اس عارضی دُنیا میں اس عارضی ربط زندگی کے ساتھ ہم نے اپنی زندگیوں میں اس ماہ مبارک کو بارِ دگر پایا ایک دفعہ ہمیں پھر موقع ملا کہ اس ماہِ مبارک کی سعادتوں میں ہم سانس لے سکیں کیوں کہ ربّ العالمین نے کل جہانوں کے لیے آپ ﷺ کو باعث رحمت بنایا اور جب کل جہانوں کا ذکر آتا ہے تو وما ارسلنٰک الا رحمۃ اللعالمین. عالمین کی وسعت کو نہ میں پہنچ سکتا ہوں نہ آپ پہنچ سکتے ہیں عالمین کی جب بات ہوتی ہے فقط خالق کی ایک ذات رہ جائے گی اللہ خالق ہے اُس کے بعد جو کچھ آسمانوں میں ہے جو کچھ زمینوں میں ہے جو کچھ اس کل کائنات میں ہے وہ سب مخلوق ہے اور اللہ کریم جب قرآن کریم میں یہ ارشاد فرما دیتا ہے کہ اے میرے حبیب! میں نے تجھے کل جہانوں کے لیے باعث رحمت فرما دیا ہے تو اس کے معنی بعید میں اگر آپ جائیں تو سمجھ آتی ہے کہ ان تمام جہانوں کو جو ربّ العالمین نے ایک حیثیت عطا فرمائی ہے جو وجود عطا فرمایا ہے ایک زندگی عطا فرمائی ہے اور وقت مقررہ تک ہر ایک شے زندگی کا جو تسلسل عطا فرمایا ہے یہ ہر چیز مرہونِ منت ہے محمد رسول اللہ کی ذاتِ اقدس کی، تو جب بات ولادتِ باسعادت کی آتی ہے تو حضرت مدظلہٗ العالی ارشاد فرماتے ہیں ولادت محمد رسول اللہ ﷺ صرف مسلمان نہ منائے کل انسانیت منائے، اللہ کی ہر مخلوق منائے، یہ ہوا منائے، یہ دن منائیں، یہ رات منائے کل مخلوقات خدا اس ولادت باسعادت کو منائے کیوں؟ اس کے سبب ربّ العالمین نے سب کو وجود بخشا اس کے سبب ان کی حیات کا تسلسل ہے۔

حاضرین محفل! ربّ العالمین کی رحمت بغیر انقطاع کے جاری وساری ہے ایک لحظے کے لئے اگر انقطاع آ جائے رحمت باری تعالیٰ میں تو وجود ٹوٹ پھوٹ نہیں، وجود عدم ہو جائیں کسی

شے کا، کسی تخلیق کا وجود ہی باقی نہ رہے۔ تسلسل تمام دنیا کا، تمام کائنات کا جو قائم ہے یہ زندگیوں کو روانی رب العالمین نے عطا فرمائی ہے فقط رحمت باری کی یہ مرہون منت ہے اور یہ حیات، اس کارگہ حیات کی تمام رونقیں اللہ نے منسوب فرمادی ہے محمد رسول اللہ سے تو کیوں نہ رب العالمین کا شکر ادا کریں کہ آپ کی ولادت باسعادت کے صدقے رب العالمین نے اتنا کچھ عطا فرمادیا۔ یہاں پر جب بات آتی ہے تو حضرت مدظلہ العالی یہ ارشاد فرماتے ہیں، یہ پیغام دیتے ہیں کہ عاشقانِ رسول ﷺ تک بعثت رحمت عالی منانے کا یہ پیغام پہنچاؤ، موزہ مبارک (نعلین پاک) کی تصویر، موزہ مبارک کا عکس، میں دیکھتا ہوں، جگہ جگہ گھروں گھروں، گاڑیوں، لوگوں نے گھروں کے ماتھے پر لگا رکھا ہے لیکن جب یہاں تک بندہ پہنچتا ہے تو سمجھ آتی ہے کہ حضرت کا جو پیغام ہے اُس میں اور ولادت باسعادت منانے میں، ان دو انداز میں بات مختلف کیا ہے؟ بات میں فرق کیا ہے؟ آپ کا ارشادِ عالی ہے کہ ولادت باسعادت کائنات کا ذرہ ذرہ منائے ہم بھی منائیں ہم کیوں نہ منائیں؟ ہم بھی منائیں کائنات کا ذرہ ذرہ منائے لیکن بحیثیت بندۂ مومن جب رب العالمین نے ہمیں ایک الگ رشتہ عطا فرمادیا ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اے بندۂ مومن! کل کائنات سے ہٹ کر جتنی رحمت میں نے تمام عالمین پر کی ہے جتنی میں نے رنگا رنگیاں عطا کی ہیں جتنے وجود میں نے بخشے ہیں اور جب تک کے لئے جس کو جو وقت عطا کیا ہے وہ اُسے بسر کر رہا ہے اُن تمام رحمتوں سے ہٹ کر تمام مخلوق میں بندۂ مومن کو رب العالمین الگ کر کے ارشاد فرماتا ہے اے بندۂ مومن! جو تیرے اوپر میرا احسان ہے وہ تمام احسانات سے بڑھ کر ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ" (العمران:164) اے بندۂ مومن! جو میں نے بعثت عالی تمہیں میں سے اپنا رسول مبعوث فرمایا یہ میرا تمہارے اوپر تمام احسانات سے بڑھ کر احسان ہے آپ ﷺ کی ذات تمام مخلوق کیلئے باعث رحمت لیکن یہاں رب العالمین نے ہمیں بحیثیت مسلمان ایک الگ رشتہ عطا فرمایا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس سے، کہ ایسی زندگی اپناؤ جس کی خاطر آپ ﷺ نے خون مبارک بہایا کیا وہ موزہ مبارک جس کی تصویر میں لگاتا ہوں کیا مجھ سے یہ سوال نہیں کرتا کہ اس لمحے کو یاد کرتے ہو جب اللہ کا حبیب ﷺ دین کی اشاعت کے لیے نکلا اور کفار نے اتنے پتھر برسائے کہ یہ موزہ مبارک خون کے جم جانے سے پاؤں مبارک سے چمٹ گیا، پھر وہ موقع پھر وہ حالات کیوں؟ اس لیے کہ ہم بات ولادتِ باسعادت کی کریں گے تو احکاماتِ دین نہیں آئیں گے جب ہم بات بعثت عالی کی کریں گے تو ساتھ احکاماتِ دین آ جائیں گے اور جب بات احکاماتِ دین کی آئے گی تو پھر سوال یہ اُٹھے گا حکم یہ ہے اور تمہارا اندازِ زندگی یہ ہے؟ رب نے یہ بات پسند کی ہے اور تو شیطان کی بات پر عمل کرتا ہے، پھر یہ موازنہ آ جائے گا ہماری زندگیوں میں پھر وہ موقع آ جائے گا کہ روزِ محشر کے ترازو سے پہلے ہماری اپنی سوچوں میں ترازو لگ جائے گا کہ میرے لیے حکم کیا ہے، رب العالمین نے مجھے پیدا کیوں فرمایا ہے، رب العالمین نے کون سا اندازِ زندگی پسند فرمایا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک تکلیف برداشت کی، ایک ایک دُکھ برداشت کیا، لیکن وہ انداز جو رب العالمین نے اس تخلیق کے لیے پسند فرمایا خود

اختیار فرمایا اپنے اصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنانے کا حکم دیا ایک ایک حکم کی اپنے سامنے تصحیح فرمائی۔ یوں بات اُس سوچ میں چلی جائے پھر یہی نہیں ہوگا کہ ولادت منائی جائے مٹھائی کھائی جائے اور گھروں کو رخصت ہوا جائے اور اسی سودی نظام میں ہم بھی پیسے جمع کرائیں اسی جھوٹ کی سیاست میں ہم بھی جھوٹ بول رہے ہوں اور اسی آج کے معاشرے کی گندگی میں ہمارے سر بھی شامل ہوں۔ پھر ایسا نہیں ہوگا دونوں میں سے پھر ایک بات ہوگی لیکن جب بات بعثت عالی کی آئے گی تو یہ سوال ضرور اُٹھ جائے گا جس کا جواب میں اور آپ ، ہم میں سے ہر انڈیویژول (Individual) دے گا سوال بھی خود اُٹھے گا اپنے سینے میں اور جواب بھی ہمیں خود دینا ہوگا۔

حاضرین محفل! جب یہاں بات آتی ہے کہ رب العالمین کو کون سے لوگ پسند ہیں۔ یہ آیہ مبارک میں نے اسی لیے تلاوت کی، میں کل ایک فنکشن میں تھا وہاں جب یہ تلاوت کی گئی تو بات جو میں نے عرض کی وہ اس سے پہلی آیات پر تھی لیکن میں نے چاہا اس آیہ مبارک کی تفصیل اپنے عاشقانِ رسول بھائیوں سے شیئر (share) کروں اس لیے میں نے آج یہ آپ کے سامنے تلاوت کی پھر بات آتی ہے محمد رسول اللہ ﷺ حقیقت ہے آپ کی ذاتِ اقدس کے بعد ان ہستیوں کی بات آتی ہے عظمت صحابہؓ پر بہت بڑی دلیل ہے یہ آیہ کریمہ جہاں اور بہت دلائل ہیں ان میں یہ ایک بہت بڑی دلیل ہے عظمت صحابہؓ پر، ارشاد ہوتا ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ ۔ اللہ کے حبیب ﷺ کی محبت کے اصل دعویدار! عزیزانِ من! جس شعبے میں آپ نکلیں اُس شعبے میں پہلے، ہم سے پہلے چلنے والوں کے سنگِ میل ہوتے ہیں نشانِ منزل ہوتے ہیں ہم کسی سفر کو جائیں تو ہم مائل سٹون (Mile Stone) دیکھتے ہیں وہ مائل سٹون لگانے والا ہم سے پہلے وہاں سے گزرا ہے اُس نے پیمائش کی ہے اُس نے ایک ایک کلومیٹر کا حساب کر کے مائل سٹون لگائے ہیں۔

حاضرین محفل! میں صدقہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ذات کا، ان ہستیوں نے دعوائے محبت میں ایسی حقیقت کا رنگ بھرا ہے ایسے سنگ میل لگائے ہیں نہ آج تک اُس محبت کو کوئی پہنچ سکتا ہے نہ روزِ محشر تک اُس محبت تک کوئی پہنچ سکے گا۔ کیوں؟ اس لیے کہ جیسے اللہ نے پسند فرمایا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو، اُسی طرح یہ قرآن کریم گواہ ہے کہ اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے خدمتگار بھی پسند فرمائے وہ پہلے تعین کر دیئے گئے تھے کہ کون سی ہستیاں ہوں گی جو خدمتیں بجالائیں گی جو دَم بھریں گی میرے حبیب کا، جو جانیں نچھاور کریں گی اُن پر، جو مال و دولت، اہل و عیال لٹا دیں گی اللہ کے حبیب ﷺ کے ایک حکم پر، آنکھ کے ایک اشارے پر ایک جنبش پر۔ تب اللہ نے یہ ارشاد فرمایا کہ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ ان کی زندگیوں میں اپنے لیے چاہت ختم ہو جائے گی انسان کے اندر غصہ بھی ہے محبت بھی ہے انسان حالات کے ساتھ غصے میں آتا ہے اور حالات کے سبب محبت کے انداز میں جاتا ہے لیکن اُن کی محبت کے جذبات ہوں ان کی سختی اور ناراضگی کے انداز ہوں فقط ایک پیمانہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہر لمحے ہر لحظے یہ احساس دامن گیر کہ دین اسلام کا حکم کیا ہے؟ ان کی اگر سختی ہے تو کفار سے ہے کس سبب، کفر کے سبب، ان کی اس دشمنی کے سبب جو دین اسلام

سے ہے اگر محبت ہے تو کس سبب سے کہ انہیں آپس میں اخوت کا درس دیا ہے محمد رسول اللہ ﷺ نے، وہ قوم جو گھوڑوں کو پانی پلانے پر گردنیں اڑا دیا کرتی تھی محمد رسول اللہ ﷺ نے ان کا ایسا تزکیہ فرمایا انہیں ایسی تبدیلی عطا فرمائی کہ وہی ہستیاں، کہ جن کے واقعات آپ غزوات وسرائے میں دیکھیں کہ وہی ہستیاں آخری سانسیں ہیں، سانسوں کا ربط ٹوٹ رہا ہے اور پیاس ہے تپتی ریت ہے تپتی دھوپ، زخموں سے جسم چور اور پیاس کی شدّت ہے آواز نکلتی ہے کہ ''پانی''، اور جب پانی ملا ساتھ بھائی کی کراہ سن کر پانی چھوڑ دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ پانی میرے بھائی کو دو جب پانی وہاں پہنچتا ہے پھر پاس سے کراہ آتی ہے ''پانی'' کی، وہ فرماتے ہیں کہ پانی میرے بھائی کو دو جب پانی ان تک پہنچتا ہے ان کی سانسوں کا ربط ختم ہو چکا ہے اللہ نے ان کی شہادت قبول کر لی اس دارِ فانی کی پیاس نے انہیں مزید نہیں ستایا، واپس پلٹے دوسرا صحابیؓ شہید جب پہلے کے پاس آئے وہ بھی شہید ہو چکا ہے، یہ وہ لوگ تھے جو جانوروں کو پہلے پانی پینے پلانے پر ایک دوسرے کی گردنیں اڑاتے تھے یہ ہستیاں رب العالمین کے حبیبؐ نے ایسی بنا دیں جنہوں نے آخری سانس، ٹوٹتے ربطوں میں پانی کا ایک گھونٹ اپنے بھائی کو دے دیا، رحماء بینھم یہ حقیقت کر دی ہے اللہ کے احکام کی، اللہ کے حبیب کے صحابہؓ نے، پھر بات آتی ہے اس سے اگلا حصہ رب العالمین اس آیہ کریمہ میں ارشاد فرماتے ہیں

تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا۔ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں تو جب انہیں دیکھے گا رکوع وسجود میں دیکھے گا، رب العالمین پہلے صحابہ کرام کا اندازِ محبت اور اندازِ سختی، اقرآن کریم میں، فرماتا ہے اور اس کے بعد دوسرا انداز بیان فرماتا ہے، جب انسان کی کیفیات ہر لمحے دین اسلام کی پابند ہو جائیں تو پھر اگلا درجہ حاصل ہوتا ہے کون سا درجہ حاصل ہوتا ہے؟ وہ حاصل ہوتا ہے تراھم رکعا سجدا کہ تو انہیں وہ رکوع وسجود میں، دیکھے گا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنہوں نے اپنی زندگی کی ایک ایک بات، ایک ایک سوچ کو دین اسلام کے مطابق ڈھال لیا اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ اے مخاطب! تو جب دیکھے وہ رکوع وسجود میں ہیں۔ حاضرینِ محفل! وہ اللہ کی مخلوق میں ہم جیسے ہی انسان تھے اشرف المخلوقات میں عظیم ترین ہستیاں ہیں انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی لیکن ان کے ساتھ عوارضاتِ دنیا بھی ہیں انہیں بھی بھوک ستاتی ہے انہیں بھی زخم لگے تو خون رستا ہے ان کی بھی ضروریاتِ زندگی ہیں ان کے اہل وعیال ہیں انہیں بھی مزدوری اور کام کرنے کے لیے سعی اور محنت کرنی پڑتی ہے اللہ یہاں فرماتا ہے کہ اے مخاطب! تو جب دیکھے وہ رکوع اور سجود میں ہیں نمازِ صلوٰۃ کے علاوہ آپ نوافل عبادات کو بھی دیکھیں تو کتنی نوافل عبادات انسان ادا کر سکتا ہے کیا چوبیس گھنٹے انسان صلوٰۃ کے اندر رہ سکتا ہے کیا چوبیس گھنٹے انسان رکوع سجود میں رہ سکتا ہے؟ لیکن گواہ ہے شاہد ہے رب العالمین کی ذات، وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں ارشاد فرماتا ہے تراھم رکعا سجدا اے مخاطب! تو جب دیکھ وہ رکوع وسجود میں ہیں، کیوں؟ اس لیے فرمایا کہ جب انسان کی کیفیات اللہ کے دین کے مطابق ڈھل جائیں تو اسے اگر غصہ آتا ہے تو بھی پیمانہ، دین اسلام ہے اس کا اگر انداز محبت دیکھا جائے تو بھی پیمانہ، دین اسلام ہے اور یہ خواہشات دنیا دم توڑ دیں تو پھر انسان وہ انداز اپنی زندگی پر لاگو کرتا ہے جو

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے لا کو فرمایا ہے تو سمجھ آتی ہے کہ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ سونے سے لے کر جاگنے تک، کھانے سے لے کر پینے تک، معاشرے سے متعلق، معیشت سے متعلق، گرد و پیش کے حال سے متعلق ہے چاہے کوئی اندازِ زندگی ہے، زندگی کا پیمانہ ہے دین اسلام، سنت خیر الانام، حکم محمد رسول اللہ ﷺ تو پھر اللہ انہیں یہ درجہ عطا فرماتا ہے اے مخاطب! تو جب دیکھے وہ رکوع وسجود میں ہیں یعنی ان کا ہر عمل اللہ کی پسند کے مطابق ہے اور جب انسان کا ہر عمل اللہ کی پسند کے مطابق ہو جائے گا پھر اللہ یہ رتبہ ارشاد فرماتا ہے اے مخاطب! تو جب دیکھے وہ رکوع وسجود میں ہیں یہ سارا کچھ کیوں ہے اس لیے ہے یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا انہیں کوئی ذات کی بڑائی نہیں چاہیے ہم رکوع وسجود کرتے ہیں اور خواہشات دُنیا پر کررہے ہوتے ہیں ہمیں رکوع وسجود کے بعد شکایت ہوتی ہے کہ میرے گھر بیماری کیوں ہے کیوں؟ معاشی تنگی ہے، میری صحت کیوں خراب ہے؟ لیکن ان کے رکوع وسجود ماسوائے اس کے کہ انہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضا حاصل ہو اس کے علاوہ ان کی عبادات کی کوئی نیت نہیں یہ اللہ کا احسان ہے ان پر جو اس کی سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود نشانیاں عیاں ہو جاتی ہیں اُن کی پیشانیوں پر، ہم اپنے گرد و پیش روزمرہ کے ماحول میں نہیں دیکھتے کہ متقی انسان جوں جوں قریب المرگ ہوتا ہے توں توں اس کا چہرہ روشن ہوتا ہے اور فتنہ انگیز زندگی بسر کرنے والا جوں جوں موت کے قریب ہوتا ہے توں توں اُس کا چہرہ بے رونق ہوتا جاتا ہے وجہ؟ ارشاد ہے نبی کریم ﷺ کا کہ انسان کی قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور جب انسان ٹھنڈک کے نزدیک ہوتا ہے تو اس کے اثرات اس کے وجود پر عیاں ہو جاتے ہیں اور انسان گرمی اور شدت کے نزدیک ہوتا ہے تو اس کے اثرات بھی اس کے چہرہ پر عیاں ہو جاتے ہیں اور قریب المرگ پہنچنے والے کے چہرے پر ہر انسان اپنے اس گھر جو اس نے اپنے کردار سے بنایا ہے، کے اثرات اس کے چہرے پر آتے ہیں۔ یہاں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بارے، کہ تو دیکھے گا ان کی روشن پیشانیاں، کیوں؟ اس لیے کہ ان کی عبادت ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ کی رضا اور اس کے فضل کے حصول سوا کچھ نہیں، یہ اللہ کی عطا ہے میں اس لمحے کو سوچتا ہوں کہ اس راہِ محبت میں رقم کیے گئے سنگِ میل، ان سنگِ میل کو سوچا بھی نہیں جا سکتا، آپ ایک ایک موقع کو دیکھیں آپ ایک ایک لمحے کو دیکھیں آپ اس موقع کو دیکھیں جب میں آپ سے عرض گزار ہوں کہ اللہ کے حبیب نے دین اسلام کی تبلیغ میں اتنا خون بہایا تھا کہ یہ موزہ مبارک جس کا نقش ہم ربیع الاول کی شان بیان کرتے ہوئے سجاتے ہیں یہ خون سے بھر کے پاؤں مبارک میں پھنس گیا اسی طرح آپ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیاں مبارک دیکھیں آپ مکی زندگی کے حالات دیکھیں آپ کو سمجھ آ جائے گی کہ دین اسلام پر قائم رہنا تب کتنا مشکل تھا وہ آپ کی ذاتِ اقدس وہ آپ کے چند رفقاء اور کل دنیا کفر اور کافر اور سخت مخالف جانی دشمن، آپ سیرت طیبہ سے حالات دیکھیں ایک ایک بات دیکھیں اس راہِ محبت میں ان ہستیوں نے جب مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ ہجرت کی اور ایک لمحہ ایسا بھی آیا جب کفار یہ طنز کرتے تھے کہ آج ہم نے ان کو یہاں سے بھگا دیا، نہ بھاگتے مسلمان تو ہم انہیں ایک ایک کر کے قتل کر دیتے لیکن اس آسمان نے، اِس دن کے چڑھتے سورج اور رات کی ڈھلتی شاموں

نے یہ دیکھا یہ گواہی دی تو پھر ایک دن ایسا بھی آیا کہ وہی مکہ مکرمہ ہے اور وہی مسلمان ہیں اللہ نے انہیں ایک فاتح کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں داخل فرمایا۔ لیکن، حاضرین محفل! آپ حیران ہوں گے کہ انہوں نے وہاں پوری نماز ادا نہیں کی، آقائے نامدار ﷺ کی ذاتِ اقدس سے لے کر آپؐ کے اصحابؓ نے نماز پوری نہیں ادا کی، آپؐ نے سفری نماز ادا فرمائی حالانکہ آپؐ کے گھر وہیں تھے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی وراثتی جائیداد وہیں پر تھیں آج کافر کہتے تھے کہ یہ نہ صرف اپنی وراثت واپس لیں گے بلکہ شاید ہمیں ہماری ملکیت سے بھی خارج کر دیں گے اُس لمحے بھی اُنہوں نے ان چیزوں کو وراثت کے طور پر نہیں لیا اپنا نہیں مانا وہاں بھی نمازیں قصر ادا فرمائیں مکہ مکرمہ میں، کیوں؟ اس لیے کہ ان کا خیال تھا جب اللہ کے حکم پر جب اللہ کے حبیبؐ کے حکم پر ہم نے یہ وطن عزیز چھوڑا، ہجرت کی تو اب یہاں ہماری وراثتیں کیسی؟ اُن محبتوں اُن سنگِ میلوں کو کون پہنچ سکتا ہے آپ غزوات کے واقعات دیکھیں، انسان حیران ہو جاتا ہے، میں کل دیکھ رہا تھا غزوہ احد کے واقعات، مجھے دُکھ ہوتا ہے یہ دیکھ کر کہ مسلمانوں کی تاریخ لکھنے کو کفار کی صفیں آگے ہیں جو مسخ کرتے ہیں تاریخ اسلام کو اور غزوہ احد کو مسلمانوں کی شکست لکھتے ہیں اگر اس واقعہ کو دیکھیں تو پچاس تیر انداز جو درّے پر کھڑے تھے انہوں نے غلط فہمی کی بنا پر جب حکم عدولی کی، محمد رسول اللہ کی، کہ آپ کا فرمان تھا نتائج چاہے کچھ بھی ہوں تو آپ نے یہ درّہ نہیں چھوڑنا اور جب بظاہر حالات ایسے ہوئے کہ کفار شکست کھا کے دوڑے اور مسلمان ان کے پیچھے تب انہوں نے یہ سمجھا کہ شکست ہو گئی فیصلہ ہو گیا اور اللہ کے حبیب کا حکم جنگ کے اختتام تک تھا، جنگ ختم ہو گئی اس لیے ہمیں بھی اپنے مجاہدین کے ساتھ شامل ہونا چاہیے اور یہاں کچھ نے اختلاف کیا اور یوں آٹھ دس کے قریب احباب وہاں رہ گئے اور پچاس کی باقی ماندہ تعداد مسلمانوں کی صفوں کو پہنچی، کفار نے وہ درّہ خالی دیکھا حملہ کیا اور مسلمانوں کا بہت نقصان ہوا اُس لمحے بھی میں نے ان کی محبت دیکھی جب یہ شوشا چھوڑ دیا گیا کہ آج (نعوذ باللہ) محمد ﷺ شہید کر دیئے گئے آپ یقین مانیں اُس راہِ محبت کے لوگوں نے تلواریں پھینک دیں کہ ہمیں بھی قتل کر دو ہم اس دُنیا میں نہیں رہنا چاہتے جہاں سے محمد رسول اللہ ﷺ پردہ فرما گئے ہوں اور جب یہ بات علی الاعلان بیان ہوئی کہ سلامت ہیں محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس، اور حکم ہے آپ کا کہ آپ صف بند ہو کر کفار سے لڑیں تو تاریخی کتابوں کے اس جملے کی مجھے سمجھ نہیں آتی کہ مسلمانوں کو شکست ہوئی حالانکہ تاریخ کے واقعات گواہ ہیں کہ پھر اُس میدان سے کفار بھاگے انہوں نے جو مسلمانوں کا نقصان کیا اس بھگدڑ میں کیا لیکن جب مسلمان قوت نے جمع ہو کر، جب دینی لشکر نے، صحابہ کرام کی جماعت نے جب واپس ان سے لڑائی کی تب وہ بھاگ گئے تھے اور تاریخ میں یہاں تک لکھا جاتا ہے کہ دوسرے اور تیسرے دن ان کے تعاقب میں لشکر بھیجے گئے جب شکست ہو گئی تھی تو پھر تعاقب میں لشکر کیسے گیا یہاں دُکھ ہوتا ہے کہ ہم نے اپنی تاریخ بھی ان لوگوں کے حوالے کر دی ہے جو خود کافر ہیں اور جو خود کافر ہے وہ مسلمان کی تاریخ صحیح طور پر کیسے لکھ سکتا ہے۔ کیسے اُسے خوشی ہو گی اُس روشن باب سے؟، اس خیر القرون سے خوشی ہو گی؟ ہمیں کہا جاتا ہے کہ دین اسلام تلوار سے پھیلا، یقین مانیں! اللہ گواہ ہے! دین تلوار سے نہیں، کردار سے پھیلا ہے کہ بات بعثت عالی کی آئے گی تو بات کردار کی آئے گی صحابہ

کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے مبارک کو دیکھیں، آپ خیرالقرون کی تاریخ دیکھیں نہیں ملتے بڑے بڑے جلسے، نہیں ملتیں بڑی بڑی ریلیاں، نہیں ملتیں لمبی تقاریر، نہیں ملتے بڑے بڑے وعظ، کیا ملتا ہے؟ کردار ملتا ہے جہاں سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین گزرے آبادیوں کی آبادیاں مسلمان ہوتی چلی گئیں، کیوں؟ اس لیے کہ انہوں نے دیکھا کہ انسانیت کا حق یہ ہے اور انسان ایسا ہونا چاہیے انہوں نے ان سے میل جول کر کے دیکھا ان کے کاروبار دیکھے ان کے ایفائے عہد دیکھے ان کے بات کرنے کے ایک ایک انداز دیکھے تب دین اسلام پھیلا آج ہم خود ہی اپنے مسلمان بھائیوں کو مسجدوں میں اڑا رہے ہیں ہم کہتے ہیں کہ دین اسلام کے داعی ہیں ہم اپنی زندگیوں میں ولادت بھی مانتے ہیں اور حکم شیطان کے مانتے ہیں اللہ فرماتا ہے سود کھانے والا یہ، اللہ اور اس کے حبیب ﷺ سے جنگ کے لیے تیار ہو جائے ہم میں سے کس کے نہیں ہیں سودی نظام کے بنک میں کھاتے، کس نے نہیں بنک میں پیسے جمع کرائے اور جب پوچھا جائے تو کہا جاتا ہے کہ سب کر رہے ہیں، سب اللہ کے منکر ہو جائیں خدانخواستہ تو ہم بھی منکر ہو جائیں؟ نہیں، ہمیں کہاں سے یہ سبق ملیں گے ہمیں یہ سبق تب ملیں گے جب ہم دین اسلام کو دیکھیں گے ہم احکاماتِ محمد رسول اللہ ﷺ کو دیکھیں گے اللہ کے حبیب کے لئے اللہ نے صحابہ کرامؓ کی جو جماعت تخلیق فرمائی اللہ یہ مزید فرماتا ہے کہ ذٰلِکَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰةِ ان کی مثال تورات میں یہی بیان کی گئی ہے یہ اوصاف حمیدہ صحابہ کرامؓ کے اللہ نے بیان فرمائے ہیں تورات میں، وَ مَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ ــــ اور انجیل میں ان کی مثال ایسے ہے کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى

سُوْقِهٖ یہاں رب العالمین نے ایک کھیتی کی مثال دی کہ جیسے کھیتی کے دانے میں سے ایک سوا پھوٹتا ہے وہ بڑھتا ہے پھر اس کا ناڑ بنتا ہے اس ناڑ میں مضبوطی آتی ہے پھر اس کے اوپر سِٹّا لگتا ہے اور لہلہاتے کھیت کو جب وہ پہنچتا ہے پھر اللہ یہاں ارشاد فرماتا ہے يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ کہ کفار کو یہ لہلہاتی کھیتی بھلی نہیں لگتی آج ہم گلہ کرتے ہیں امریکہ سے، آج ہم گلہ کرتے ہیں ویسٹرن ورڈ سے۔ عزیزانِ من! کبھی دشمن سے بھی گلہ کیا جاتا ہے کہ ہم سے دشمنی کیوں کی؟ اور پھر چلتی ہوا کو روکا جاتا ہے یا دیے کے آگے شیشہ رکھا جاتا ہے دشمن کو دشمنی کا گلہ دینا اور چلتی ہوا کے سامنے شیشہ نہ رکھنا اور ہوا کو روکنا کیا یہ عقل مندی ہے ہم نے دین اسلام کو اپنی زندگیوں میں، کہنے تک، منانے تک، محدود کر دیا ہے جس طرح زندگی کے باقی رواجات ہیں اس طرح رواجی انداز میں دین اسلام ہماری زندگیوں میں موجود ہے نام ہمارا بھی ایسا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ مسلمان ہے لیکن بات کردار کی آئے گی عزیزانِ من! بات کردار کی آئے گی ان آیات کے آخر میں اللہ رب العالمین وعدہ فرماتا ہے وعد اللہ الذین اٰمنوا اللہ کا وعدہ ہے ماؤ شاباتات کریں تو کوشش کرتے ہیں کہ ہم اپنی بات کو پورا کریں ہماری سبکی ہوگی کہ میں نے کہا کچھ اور اپنے عہد کو نہیں پہنچا۔ یہاں وعدہ فرماتا ہے رب العالمین، مالک کل کائنات وعدہ فرماتا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اس آیہ کریمہ کے اس حصے تک تو ہم بھی آتے ہیں وعدہ ہے رب العالمین کا، کن سے؟ جو ایمان لائے، کن لوگوں سے؟ جو ایمان لائے لیکن یہاں جو اگلا حصہ ارشاد ہوتا ہے وہ ہے وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

جاری ہے۔

خوشخبری
حضرت امیر المکرمؒ کے نو دریافت طبی نسخوں میں اضافہ

حضرت امیر المکرم مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہٗ صحیح معنوں میں ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جوان کی دسترس سے باہر ہو۔ طب وحکمت سے تو بطور خاص ہر دور میں صوفیاءعظام اور علماء کرام کو خاص شغف رہا۔ حضرت امیر المکرم بھی اس شعبہ میں پیچھے نہیں اور مختلف جڑی بوٹیوں اور قدرتی اجزاء سے ایسے نسخہ جات دریافت فرما رہے ہیں جو مختلف بیماریوں سے نجات کیلئے انتہائی مؤثر ہیں حال ہی میں حضرت امیر المکرم کے نو دریافت نسخہ جات میں انتہائی خوش آئند اضافہ ہوا ہے۔ ضرورت مند استفادہ کر سکتے ہیں۔

Rs. 200 کلسٹرو کیئر Cholestro Care — کلیسٹرول کو صحیح حالت پر رکھتا ہے۔

Rs. 30 Cough Ez — کھانسی کیلئے گولیاں

Rs. 100 پین گو Pain Go — مالش کیلئے ہر طرح کے درد کیلئے مفید ہے

Rs. 225 کیوریکس Curex — کھانے کیلئے جوڑوں کے درد اور کمر کے درد سمیت ہر قسم کے دردوں کیلئے

Rs. 500 ہیئر گارڈ آئل Hair Guard Oil — بالوں کی صحت کیلئے مفید ہے۔

Rs. 75 Detergent Super Wash

Rs. 100 Shampoo Hair Care

0321-6569339

ملنے کا پتہ:
دارالعرفان منارہ ضلع چکوال فون 0543-562200
17-اویسیہ ٹاؤن شپ، لاہور فون 042-35182727

علوم جدیدہ اور دینیہ کا حسین امتزاج۔ اقبال کے شاہینوں کا مسکن۔ راولپنڈی بورڈ اور پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن سے الحاق سے مسلسل دس سال راولپنڈی بورڈ سے

پوزیشن لینے والا واحد ادارہ

پری کیڈٹ تا ایف ایس سی

ہاسٹل کی سہولت موجود ہے

صقارہ سائنس کالج

داخلہ جاری ہے

(پری میڈیکل، پری انجینئرنگ)	داخلہ ایف ایس سی پارٹ 1	پری کیڈٹ اور آٹھویں جماعت	طلباء کی کردار سازی کے ساتھ ساتھ چار گھنٹے رات ساڑھے دس بجے تک قابل اساتذہ کی نگرانی میں کوچنگ کا اہتمام
ہاسٹل کی سہولت بہترین موسم	صحت افزاء مقام	شاندار مستقبل کیلئے نادر موقع	

پرنسپل حاجی محمد خان ایم اے اسلامیات، ایم اے عربی، ایم ایڈ (ریٹائرڈ ایگزیکٹو آفیسر محکمہ تعلیم گورنمنٹ آف پنجاب)
مزید معلومات کیلئے براہ راست رابطہ کریں۔

صقارہ سائنس کالج دارالعرفان منارہ ڈاکخانہ نورپوری ضلع چکوال۔ فون نمبر: 0543-562222, 562200
FOR FEED BACK: SIQARIAH@SIQARAHEDU.COM, SIQARAHEDU.COM
VICEPRINCIPAL@SIQARAHEDU.COM , VISIT AT: WWW.SIQARAHEDU.COM

even today when three quarters of a century have passed since our independence every member of the ruling machinery of this independent nation is following the western culture as their headway and guiding light. This means that till today our lives and our culture are under the dominance of the western values. Pakistan became independent and we were told that now this nation is a free nation, but in my opinion this freedom is similar to the temporary freedom of the fortune telling parrot, which is allowed to come out of the cage for opening a specific envelope and then goes back into its cage. The laws regarding the judicial, educational and political systems are still the same as were before independence; rather more specifically saying it hasn't remained the same, it has actually gotten worse.

However, during the previous three quarters of a century we were unable to change the system and to implement one of our own. The main reason for the failure regarding the change of the system is that these laws and rules were made by the British when they were ruling this country. They called this system as 'the slavery system'. Thereafter, when they left the country, the rule was left into the hands of a few from the elite class who knew that this system was beneficial to them. The post-independence ruling class found the system as rewarding for their rule and they kept it as it was. If we see the attitude of this ruling class towards their masses, it becomes evident that no matter what happens they will not change the system; rather they vow to fight to the end of their lives to protect this system. Look into the prevailing situation in the country, the poverty, the killings, the suicides, the bomb blasts, people are forced to sell their honours and even their children, but no single political activist has raised a slogan to change of the system. They only change faces to the same chair but the system remains the same, and they will lay their lives for the protection of the system.

Let's see how this system works? This system gives every right to the one who becomes the ruler and snatches every right away from the common man. The ruler becomes the master in this system while the rest become the slaves. They talk about the power of voting, but if observed delicately it also has flaws.The population of the country as is stated by the official figures is around 180 million. Let's assume that the eligible candidates for casting votes are around one hundred million. The figures given by election commission regarding the voters' turnover is around twenty five or thirty per cent of the total candidates. Let's assume that the turnover is around fifty per cent. It became shocking after the proof in the supreme court of the alleged rigging during recent election where it was found that sixty million votes were rigged. Looking at these numbers it becomes more and more shocking that in a population where sixty million votes are rigged and the remaining ten million or less were the actual voting candidates, the power of the so called democracy becomes apparent and the slogans of the current leadership could be understood easily.

to be continued

universities were situated everywhere, and these universities were the source of knowledge and education for both the rich and the poor. All kinds of experts would come from these enlightened institutions. These experts included scholars in the system of education, science, mathematics, medicine, surgery, war, judiciary and Islam. These universities were called Jami'aat.

The word "Jami'aa" in Arabic means a university; unlike the present day tradition where we call every masjid as Jami'aa masjid where Friday prayers are offered. These Jami'aat were allotted a significant amount of fertile lands which would be the source of funding for the investment regarding salaries of the teachers, costs of books, food, medicines, research work, construction and other administrative matters. Every jami'aa would have a board of directors who would control the proper functioning of the institute.

You would be amazed by the fact which Lord Clive presented in his report to the British parliament regarding the rule over Indian sub-continent. I too have one copy of his speech which also bears his own signatures. In his report, Lord Clive has stated that, 'I have travelled through the length and breadth of the Indian sub-continent but I have not seen a single beggar or a thief.' This report was made in such times when the Muslim rule in India was already weakened by civil wars, loss of large areas to the Sikhs, Marathas and the Mughal's own deterioration in character and the love for Islam. However, it still shows that such an effective system was in place in the Indian sub-continent under the Muslim rulers where the rule of Sikhs and the wars with the British could not harm it. The economic status of the civilians of this country was so stable that a long era of war and depression could not hurt individual economic life and when the British surveyed they found no beggars or thieves. He writes further in that report that this country has been ruled primarily by the Muslims where the literacy rate among Muslims is eighty four per cent. However, another important thing to consider is that today we take everyone in the count of a literate even if he is merely educated to the primary level. In those times a literate person actually meant a person who had attained complete education of a particular profession and had become a scholar in that subject. The eighty four per cent literacy rate actually meant people who werle very well qualified. In his report he suggested that in order to rule this community with such a high literacy rate and economic stability, we have to break its back bone which is their educational system. He suggested that disrupting its educational system can be achieved only when a new educational system is introduced to them where the western culture would be praised while their own culture and tradition would be humiliated and presented as old and antiquated. This will lead them to give up their own and to follow and accept our culture and ideologies. Only this strategy can help us rule the Indian sub-continent.

This strategy was so successful that

Attaining Positive Change Effectively

Translated Speech of His Eminence

Hazrat Ameer Muhammad Akram

Dated: December 4th, 2011

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اِنَّ اللّٰهَ لَایُغَیِّرُ مَابِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوا مَا بِاَنْفُسِھِمْ ط

It has been stated in the Holy Quran that, 'Allah-swt does not bring a change to a nation until they themselves correct and change their behaviour and character.' There is a very beautiful verse written by some poet in Urdu and indeed it has beautifully translated the above Ayah of the Holy Quran.

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا

The era in which we are living, almost three quarters of a century have passed since this country was born, but with every passing day our next day is getting worse and we are going into an increasing turmoil of chaos which encircle our political, social, economic, religious and ethical aspects of everyday life. The worst part is that, there are no visible signs of betterment and positive change in each and every aspect of our everyday life both individually and collectively.

It is a fundamental and historic fact that this geographical region which is called Pakistan today was the most prosperous and fertile place in all of the sub-continent. It is true even today that an enormous amount of material resources are still present in its lands and waters.

In fact I can confidently state that if this region is walled off from the rest of the world, it would be the only state which could survive in such harsh conditions and in such severe isolation. This is because every kind of material resource is available here. Not a single state of the world is so rich to contain all of the life's necessities and no other country can survive in complete isolation except Pakistan. Looking at a bigger perspective, all of the Muslim countries of the world are the source of basic human needs for the rest of the world, and to state another fact, all over the world where there is a country ruled by Muslims, it has the distinction that all of that area had been conquered by the Companions-rau and after them during the fourteen centuries no progress has been made by the rest of us. This is the barakah of their personalities that only those regions still remain within the rule of Muslims. Allah-swt has never let those areas fall into the hands of the infidels and that land has never been void of the name of Allah-swt.

In the Indian sub-continent there was a very good system of governance before it was conquered by the British. The education system was the best and

confidants of the Prophethood of the Holy Prophet saws; they were the real eyewitnesses of his saws Prophethood. Their eyes beheld and witnessed Allah swt's Message being revealed. They were the witnesses of Islam. If they are brought down (discredited)...if in a law suit the witnesses are discredited or proved untruthful, the whole case is adjudged as false. If a Companion rau is proved untrustworthy, there remains no proof of Muhammad saws ur Rasool Allah swt being a Prophet (Allah Protect us!), and it becomes impossible to prove Islam as the True Faith, to the extent that it even becomes impossible to prove Allah swt's Oneness. Keep to this belief firmly!

During the Ijtema' of 1983, at Langar Makhdoom, in his Jum'ah address, Hazrat Ji rua gave a fiery Bayan(address), in which his pain was clearly reflected. After eulogizing the Companions rau, when he came to speak about their critics, a state of intense anger descended upon him. His rua words were:

Listen and understand! The issue of the Companions rau has gone too far! The Civil judge and the Magistrate have passed their judgment. The Session Court, The High Court and The Supreme Court have all passed their final judgment.

The Supreme Court: The Kalam (Words) of Lord of the Worlds.

The High Court: The Tongue of Muhammad saws ur Rasool Allah swt.

The Verdict has been given. The Holy Prophet saws has himself declared them as guidance personified and examples/illustrations of Prophethood.

Understand this! The Companions rau are the tongue of Muhammad saws ur Rasool Allah swt, they are his arms. If you cut off the arms and the tongue of the greatest of Scholars, his scholarship is lost, wasted! Similarly if the Companions rau fall, then it is as if - Allah forbid- the tongue and the arms of the Holy Prophet saws have been cut.

But today, we find someone gets up and goes and sits in the bazaar. He appoints himself the Plaintiff and also the Prosecutor. The Case against the Companions rau is opened and they are declared guilty!

After the verdicts by the Supreme Court and the High Court, a degraded, lying sweeper of streets, sits in an open bazaar audaciously appointing himself the prosecuting lawyer and the accuser....and who are the witnesses...Waqidi, Abu Mikhnaf, Noon bin Yayah! All three of them Rafidhi (Dissenters)! These are the witnesses produced! Subhan Allah! And this low degraded person will pass Judgment!!!

When the Verdict has been already handed down by the Supreme Court and High Court, today you will reopen this Case?

Keep this in mind, you are not to deviate from following the majority. The Holy Quran has stated: Allah swt is pleased with them and they are pleased with Him swt. The Verdict on the case has been passed, Consent has been declared! Today a gatekeeper should dare to file a lawsuit against Abu Bakr rau, Usman rau, Sayyedena Ameer Mu'awiah rau as the accused?

It is for Allah Kareem to reward someone who diligently performs the duty of his office. In Hazrat Ji rua's case, it is not difficult to deduce from the grand office and high stations awarded to him by Allah swt, the dedication with which he applied himself to the entrusted task. During this time, his unceasing effort, constant restlessness and passionate attachment to his duty have already been recorded in the Pages of Time; our effort has been to present only a brief glimpse in these pages. It was our wish that some of the events of Hazrat Ji rua's debating era which had dimmed in the mist of Time, may serve as a witness, by being inscribed in the annals of History.

Had it not been for our belief that nobody except the Prophets as are M'asoom (innocent, without any human flaws), we would have claimed that all Companions rau of the Holy Prophet saws are M'asoom. The Holy Quran goes on to state...You will see them bow and prostrate themselves (in prayer) seeking Grace from Allah and (His) Good Pleasure. First of all, two attributes have been mentioned, through which a person commits sin, and it has been asserted that the Companions rau don't use these attributes inappropriately. In their relationship with the believers and also with the unbelievers they use the attribute of love as well as of anger at appropriate occasions (places). Up to here are (mentioned) the dealings; what remains to be mentioned is 'Ibadat (worship). The greatest of all worship is Salah, which is mentioned now. There are two principal positions in Salah: Ruk'u (Bowing) and Sujood (Prostrations), which are mentioned next. You will see them bow and prostrate themselves (in prayer) seeking Grace from Allah and (His) Good Pleasure. 'You see O viewer, their Ruk'u and Sujood! I like their Ruk'u and Sujood and it is acceptable and lovable to Me.' He swt does not stop here and goes on to say. 'These people have not become My beloved recently (of late), but are My beloved since eternity; I have already mentioned them in the Taurat (Torah), Injeel (Bible), Zaboor (the Psalms) and the earlier Books. They are not My beloved from today, but they were ever thus. The instant (occasion/ place) where a reference to Muhammad ur Rasool Allah and his saws arrival in this world has been made (has occurred), his saws Companions rau have also been mentioned at the same time/place. And their same greatness has also been described in the Holy Quran. I mentioned their similitude in the Torah and the Injeel.' Hazrat Ameer Mu'awiah rau is also one of these Companions.

Take note that enmity of the pious and the righteous proves very destructive. The first disadvantage is that one is deprived of their beneficence and the religious knowledge which one could gain from them. Next is the danger of a faithless end. Maulana Thanvi rua has stated that although the disrespect for an erudite 'Alim or a Wali Allah is not Kufr (disbelief) in itself, yet it has been observed that those who abuse or insult the Men of Allah always die on Kufr. In the enmity against the righteous lurks the risk of a wretched end. Therefore, be very careful; Allah swt has a great regard for the Companions rau. I keep telling the Maulvis that they should extol the virtues of the Companions rau in their sermons. They should talk about their Jihads, their sacrifices. They were the Also, they don't exceed the limits in the exercise (expression) of their passions. confidants of the Prophethood of the Holy Prophet saws; they were the real eyewitnesses of his saws Prophethood. Their eyes beheld and witnessed Allah swt's Message being revealed. They were the witnesses of Islam. If they are brought down (discredited)...if in a law suit the witnesses are discredited or proved untruthful, the whole case is adjudged as false. If a Companion rau is proved untrustworthy, there remains no proof of Muhammad saws ur Rasool Allah swt being a Prophet (Allah Protect us!), and it becomes impossible to prove Islam as the True Faith, to the extent that it even becomes impossible to prove Allah swt's Oneness. Keep to this belief firmly!

Hayat-e-Javidan Chapter 16

A Life Eternal (Translation)

THE HONOUR OF THE COMPANIONS

We are the Ahle Sunnat wal Jama'at, from the Hanafi sect. We are not Shafi'i, Maliki or Hanbali. They too are included in the Ahle Sunnat wal Jama'at. Understand this; they are also Ahle Sunnat wal Jama'at! Since the Salasil of the Sufis commenced, the Chief among them is Hazrat Shaikh Abdul Qadir Jilani rua, the Pir of Baghdad. It is possible that some person may surpass (be ahead of) him in terms of stations but nobody can equal his personality. That is impossible! (Similarly) there may be several people to excel Siddiq rau in worship, but no one can become a Siddiq rau like him; no one equal Farooq rau or Usman rau or Ali rau, in greatness."

Once, Sayyed Abdul Qadir Jilani rua was asked about Umar bin Abdul Aziz-rua, also known as 'Umar the Second', who was a very just ruler. About his justice; it is stated by a person, that he passed by a small hill and saw a herd of sheep and goats grazing, with some wolves roaming around, but they did not harm the herd. This was the evidence of Umar bin Abdul Aziz rua's justice. He was a very great personality and was a Tabi'i. Anyway, Pir Sahib (Hazrat Jilani rua) was asked as to who was greater among Hazrat Mu'awiah rau and Umar bin Abdul Aziz rua. He replied: "If I was sitting bareheaded by a roadside and Hazrat Mu'awiah rau happened to gallop by on his horse, and if the dust raised by the horse's hoofs landed on my head I would declare that I am among the people of Paradise." This is the greatness of being a Companion of the Holy Prophet saws. Then he said, "Even the dust settled in the nostrils of Hazrat Ameer Mu'awiah-rau's horse is greater in dignity than Hazrat Umar bin Abdul Aziz-rua, and you are asking me whether the greatness of Hazrat Mu'awiah rau is more or that of Hazrat Umar bin Abdul Aziz rua!" We too have infighting among us, we fight, kill and get angry, yet we consider ourselves of people of Paradise, so why shouldn't the Companions rau be?

In the Ayat that I recited from the Holy Quran, the Companions rau are praised as: Muhammad saws is the Messenger of Allah swt; who? The Messenger saws of Allah swt! Period! Nothing more has been stated, because there is no office higher than Risalat (Messenger ship); neither is there any superiority or excellence above it, nor is there any other office worthy of mention. Next to be mentioned are the Companions rau...and those who are with him saws. Their two qualities have been mentioned here...are strong against unbelievers, (but) compassionate amongst each other. These people are merciful and kind among themselves and are very hard against the Kuffar (unbelievers). Their attributes of observation and passion are under their control and they don't use them indiscriminately ...compassionate amongst each other.

فہرست کتب

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ ادارالعرفان منارہ ضلع چکوال

شیخ المکرم حضرت مولانا اللہ یار خانؒ

1۔ تعارف (اردو)	15.00
2۔ تعارف (انگلش)	20.00
3۔ دلائل السلوک (اردو)	250.00
4۔ دلائل السلوک (انگریزی)	250.00
5۔ حیات النبی ﷺ	30.00
6۔ حیات برزخیہ (اردو)	200.00
7۔ حیات برزخیہ (انگریزی)	40.00
8۔ اسرار الحرمین	80.00
9۔ علم و عرفان (اردو)	25.00
10۔ علم و عرفان (انگریزی)	25.00
11۔ عقائد و کمالات علمائے دیوبند	30.00
12۔ سیف اویسیہ	35.00
13۔ تفسیر آیات اربعہ	40.00
14۔ الدین الخالص	200.00
15۔ ایمان بالقرآن	120.00
16۔ تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین	200.00
17۔ تحقیق حلال و حرام	40.00
18۔ شکست اعدائے حسینؓ	35.00
19۔ داماد علیؓ	20.00
20۔ بنات رسول ﷺ	15.00
21۔ الجمال والکمال	25.00
22۔ حیات طیبہ اول	600.00
23۔ حیات طیبہ دوئم	500.00

حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

1۔ غبار راہ اول	150.00
2۔ غبار راہ دوئم	100.00
3۔ ارشاد السالکین اول	40.00
4۔ ارشاد السالکین دوئم	25.00
5۔ لطائف اور تزکیہ نفس	15.00
6۔ دیار حبیب میں چند روز	20.00
7۔ نور و بشر کی حقیقت	15.00
8۔ کنز الطالبین	200.00
9۔ راہی کرب وبلا	20.00
10۔ رموز دل	60.00
11۔ حضرت امیر معاویہؓ	35.00
12۔ طریق نسبت اویسیہ	250.00
13۔ تعلیمات و برکات نبوت	200.00
14۔ خطبات امیر	120.00
15۔ کنوز دل	250.00

حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی (تفسیر قرآن)

1۔ اسرار التنزیل (اردو) چھ جلدوں میں (فی سیٹ)	2300.00
2۔ اسرار التنزیل (انگلش) پانچ جلدوں میں (فی سیٹ)	2000.00
3۔ اکرم التفاسیر (زیر طبع) جلد اول۔ دوم۔ سوم (فی جلد)	270.00
(جلد چہارم)	370
(جلد پنجم)	300
(جلد ششم)	350
(جلد ہفتم)	470

پروفیسر حافظ عبدالرزاق صاحبؒ

1۔ انوار التنزیل	25.00
2۔ چراغ مصطفوی ﷺ	35.00
3۔ اطمینان قلب	60.00
4۔ تصوف و تعمیر سیرت (اردو)	60.00
5۔ تصوف و تعمیر سیرت (انگریزی)	120.00
6۔ کس لئے آئے تھے (اردو)	25.00
7۔ کس لئے آئے تھے (انگلش)	25.00
8۔ بزم انجم	40.00
9۔ عظمت صحابہؓ	10.00
10۔ ذکر اللہ (اردو)	15.00
11۔ لغزشیں	25.00
12۔ مغالطے	30.00
13۔ ٹھوکریں	20.00
14۔ قرآن حکیم اور دعوت و تبلیغ	15.00
15۔ نفاق اور ہماری زندگی	25.00
16۔ والناس	20.00
17۔ خدایا ایں کرم بار دگر کن	25.00
18۔ تصوف کی پہلی کتاب	50.00
19۔ تصوف کی دوسری کتاب	70.00
20۔ تصوف برائے انٹرمیڈیٹ	100.00
21۔ دین و دانش	25.00
22۔ اسلامی تہوار	10.00

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ

1۔ ہشت روزہ کورس	100.00
2۔ سہ ہفتہ کورس	150.00
3۔ پنج ہفتہ کورس	200.00
4۔ پیشین گوئیاں	15.00
5۔ اسلام اور تہذیب جدید (اردو)	120.00
6۔ اسلام اور تہذیب جدید (انگریزی)	120.00
7۔ طریق السلوک فی آداب الشیوخ	300.00

ملنے کا پتہ

اویسیہ کتب خانہ، اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور

فون 04235182727

محمد رسول الله

ماہنامہ
المرشد

قد افلح من تزکی وذکر اسم ربه فصلی

Indeed he is successful who purified himself,recited the name of his Rabb and offered prayers

عَنْ اَبِی مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ
رَجُلاً فِی حِجْرِهٖ دَرَاهِمُ یَقْسِمُهَا وَاٰخَرُ
یَذْکُرُ اللّٰهَ لَکَانَ ذَاکِرُ اللّٰهِ اَفْضَلُ

The Prophet(S.A.W) Said that if a person has a lot of wealth and he spends it (in the right cause) and another person remains engrossed in Allah's Zikr, the later is superior.

If you wish to see a reflection of my refulgence then look at those who have been blessed with the company of My Beloved (S.A.W)

Hazrat Sheikh ul Mukaram
Ameer Muhammad Akram Awan MZA

May 2012
Jamadi us Sani 1433

www.QuranTafseer.net

الحمدللہ کوشش کی گئی ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے حوالے سے تمام کتابیں اور آڈیو وڈیو بیانات کو آپکی سہولت کے لیے ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا جائے اور تازہ جمعہ بیانات بھی آپ فوراسن سکیں۔ویب سائیٹ کی اینڈرائیڈ اپلیکیشن بھی موجود ہے

آپ اپنے اینڈرائیڈ موبائل میں پلے سٹور سرچ میں جا کر نیچے دیئے گئے الفاظ لکھ کر آسانی سے یہ اپلیکیشن سرچ کر کے انسٹال کر سکتے ہیں۔

اس ویب سائیٹ اور اپلیکیشن سے آپ یہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔

1-مفسّر، مترجّم ومفکّرِ قرآن حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمتہ اللہ علیہ کی آڈیو، وڈیو اور تحریری تینوں طرح کی مکمل 30 پارہ اردو تفسیر اور مکمل 30 پارہ پنجابی تفسیر آڈیو وڈیو۔ 2-مشکوٰۃ شریف احادیث کی تشریح آسان ترین انداز میں آڈیو اور وڈیو بیانات۔3- اگر آپ کو قرآن ناظرہ پڑھنا نہی آتا یا آپ نے قرآن پڑھنا بہت پہلے سیکھا مگر اب صحیح تلفظ سے نہی پڑھ سکتے تو اب آپ دس دس منٹ کی کچھ وڈیوز دیکھ کر ناظرہ قرآن روانی سے پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔4-اس زمانہ کے سب سے مشہور 4 قاری صاحبان قاری مشری صاحب قاری السدیس صاحب قاری عبد الباسط صاحب اور قاری عادل الکلبانی صاحب کی آواز میں پورے قرآن کی آڈیوز سن سکتے ہیں۔5-حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمتہ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام 6-ذکر کرنے کا ایسا طریقہ جس سے آپ کا دل اور جسم کا ہر ذرہ اللہ کا ذکر کرنے لگے مکمل تفصیلات موجود۔ 7-پچھلے دس سال کے سالانہ اور ماہانہ روحانی اجتماعات آڈیو وڈیو بیانات کا خزانہ 8-اسلامی سوال جواب ٹی وی پروگرام المرشد کی تمام آڈیوز وڈیوز۔

9-سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی تمام کتابیں اور 1981 سے آج تک کے تقریبا تمام المرشد میگزین پی-ڈی-ایف میں ڈاؤن لوڈ کے لیے موجود۔ جلسوں، جمعہ بیان، سالانہ، ماہانہ اجتماعات کے بیانات کی تازہ آڈیوز فورا اپلیکیشن اور ویب سائیٹ پر آپ سن سکتے ہیں۔ آئی فون، ونڈوز موبائل اور کمپیوٹر والے حضرات یہ سب کچھ اوپر دی گئی ویب سائیٹ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ کی سہولت کے لیے سلسلہ کی کوئی بھی کتاب یا کسی بھی پارہ کی تفسیر پی-ڈی-ایف میں آپ کو اپنے وٹس ایپ پر چاہیے ہو تو اس نمبر پر کتاب کا نام یا پارہ نمبر بتا کر اپنے وٹس ایپ سے میسج کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔ 03235205255